قادیانی اعتراضات کے جوابات
معراجِ جسمانی
مفتی سید مبشر رضا قادری
منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے کے نام سے شروع جس نے اپنے نوری محمد ﷺ کو معراج کی رات جسم اقدس کے ساتھ اپنے دیدار کا شرف بخشا۔اور درود وسلام اس نوری محمد ﷺ پر جنہوں نے اپنی بشری آنکھوں سے اللہ عزوجل کے دیدار کا شربت پیا۔

قادیانیوں کی ویب سائٹ "www.alislam.org" پر ایک مضمون بنام "الاسراء والمعراج" پڑھنے کا موقع ملا۔تحریر کے دجل وفریب پڑھ کر مجھے قطعاً دکھ اور افسوس نہیں ہوا کیوں کہ قادیانی ذہنیت سے میں بخوبی آگاہ ہوں،مرزا سینئر قادیانی کی پوری زندگی اسی دجل وفریب میں گزری ہے اور مرزے کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے اگر آج کا کوئی قادیانی مرزائی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے اور اپنے خبثِ باطن کے اظہار کے لیے اس قسم کی تحاریر لکھتا ہے تو کچھ بعید نہیں۔بہرحال مضمون لکھنے والے نے انتہائی چلاکی ومکاری سے کام لیتے ہوئے خلط مبحث کیا ہے،قرآن حکیم کی آیت ہمیں کچھ اور بتارہی ہے اور قادیانی تاویل بڑے مرزے کے قبیح عقائد کا تحفظ کرتی دکھائی دیتی ہے۔حدیث کی مراد ومنشاء کچھ اور ہے اور محرر کا پورا زور اس بات پر مرکوز ہے کہ کسی طریقہ سے معراج النبی ﷺ جسمانی سے روحانی ثابت کیا جائے تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع آسمانی کو بھی روحانی ثابت کیا جا سکے۔

آئیے!اب ہم مختصراً اس تحریر کا تعاقب کرتے ہیں اور قادیانی دجل وفریب کے آشکار کرتے ہیں۔زیرِ نظر مضمون میں بوکس کے اندر جو تحریر ہے وہ قادیانی محرر کی ہے،اس کے ساتھ ہمارا معاقبہ بمع کتب کے اصل سکین شامل ہے۔

راقم: مفتی سید مبشر رضا قادری
منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم

قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

> الاسراء والمعراج
> حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسمانی رفع ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جسمانی طور پر معراج پر تشریف لے گئے تھے۔ چنانچہ کسی انسان کا جسم سمیت آسمان پر جانا ممکن ہے۔ اس دعویٰ کے برعکس قرآن و حدیث کے مندرجہ ذیل دلائل یہ ثابت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جسمانی نہیں بلکہ روحانی تھا۔ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اسراء اور معراج دو الگ الگ واقعات تھے۔ معراج یعنی آسمان پر جانے کا واقعہ 5 نبوی میں ہوا جب آپ خانہ کعبہ یعنی مسجدِ حرام میں سو رہے تھے جبکہ اسراء یعنی بیت المقدس جانے کا واقعہ 11 نبوی میں ہوا جب آپ اپنی چچازاد بہن امّ ہانی ؓ کے گھر سو رہے تھے۔ دونوں واقعات میں سونے کی حالت کا مشترک ہونا بتاتا ہے کہ یہ واقعات جسمانی نہیں بلکہ روحانی تھے۔

ہرگز نہیں!

یہ قادیانی فریب ہے کہ ہم حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے رفع جسمانی کو ثابت کرنے کے لیے معراج جسمانی ثابت کرتے ہیں۔ جبکہ دونوں معجزات قرآن و احادیث کی براھین قاطعہ، نصوصِ صریحہ سے ثابت ہیں اور یہ اثبات چودھویں صدی میں ظہور پزیر نہیں ہوا بلکہ پچھلے چودہ سو سال سے ہر صدی ہجری میں تمام صحابہ کریم علیھم الرضوان، تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنھم، آئمہ احادیث و فقہ، اسلاف اولیاء اللہ سبھی بزرگوں بابوں کا یہی عقیدہ تھا۔ اور یہ عقیدہ تواتر نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے ہم تک پہنچا ہے۔

کیا معراج و اسراء دو الگ چیزیں ہیں؟

تمہارا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ معراج کا واقعہ 5 نبوی کو اور اسراء کا واقعہ 11 نبوی کو ہوا۔ اگر کسی بھی قادیانی کے اندر رتی برابر بھی شرم و حیاء ہے تو اس دعویٰ کی دلیل پیش کرے۔ معراج اور اسراء دو الگ الگ واقعات نہیں بلکہ ایک ہی واقعہ کو دو ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ مسجد حرام سے بیت المقدس تک اسراء ہے اور وہاں سے آسمانوں تک معراج ہے اور آسمانوں سے مقامِ قاب قوسین تک اعراج ہے۔

قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

آنکھ نے نہیں دل نے دیکھا
اگر معراج جسمانی ہوتا تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو جسمانی آنکھ سے دیکھتے لیکن قرآن وحدیث میں ذکر ہے کہ جو کچھ بھی دیکھا گیا دل سے دیکھا گیا۔
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى (النجم 12:53)"اور دل نے جھوٹ بیان نہیں کیا جو اس نے دیکھا"

حضرت ابوالحسن مقاتل بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ما كَذَبَ الْفُؤَادُ ما رَأى 11 يعني ما كذب قلب محمد صلى الله عليه وسلم ما رأى بصره من أمر ربه تلك الليلة

یعنی محمد ﷺ کے دل نے جھٹلایا نہیں جو کچھ آپ ﷺ کی آنکھوں نے اس رات اپنے رب کے حکم سے اس کو دیکھا۔
(تفسیر مقاتل بن سلمان، ابوالحسن مقاتل بن سلمان متوفیٰ 150 ھ، جلد 4، صفحہ 160 مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

یعنی حضور کی آنکھ نے رب کا جمال دیکھا اور دل نے تصدیق کر دی کہ واقع صحیح دیکھا کوئی غلطی نہ ہوئی اگر حضور نے فقط دل سے خدا کو دیکھا ہوتا تو دل اس کا مصدق نہ ہوتا، دیکھنے والا اور ہوتا ہے تصدیق کرنے والا دوسرا، نیز موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح ججور پر اس وقت غشی نہ آئی بلکہ آنکھوں سے ٹکٹکی باندھ کر دیدار یار کیا، دل ہوش وہواس قائم رکھتے ہوئے کلام الٰہی سمجھتا رہا آنکھ کی تصدیق کرتا رہا، حضرت عائشہ دیدار الٰہی کا انکار فرماتی ہیں کیونکہ انہیں وہ احادیث نہ پہنچیں، اس لیئے انہوں نے دیدار نہ ہونے پر کوئی حدیث پیش نہ کی بلکہ آیت لا تدرکہ الابصار سے دلیل پکڑی حالانکہ اس آیت لا تدرک کے معنی یہ ہیں کہ آنکھیں دنیا میں رب کا ادراک نہیں کر سکتیں وہ دوسرا عالم تھا، جہاں حضور نے دیکھا پھر حضور نے نظارہ کیا ادراک نہ کیا ادراک گھیرنے سے ہوتا ہے۔ (نور العرفان)

علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
(آپ کے) قلب نے اس کی تکذیب نہ کی جو آپ کی آنکھوں نے دیکھا۔(تبیان القرآن)

یہ چند حوالہ جات کافی ہیں ورنہ اس آیت کی تفسیر میں دسیوں حوالہ جات موجود ہیں کہ ہمارے اسلاف علماء نے اس آیت سے یہی سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل نے ہر اس چیز کی تصدیق کی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں نے دیکھا تھا۔

آیت کی صرفی ونحوی ترکیب

قادیانیوں کی طرح اور بھی بہت سے لوگ ہیں جن کو اس آیت کے معنیٰ سمجھنے میں غلطی واقع ہوئی ہے آئیے! سب سے پہلے اس آیت کے فعل فاعل ومفعول پر غور کرلیں پھر ترجمہ کرنا آسان ہوگا اور بات بھی اچھے طریقے سے سمجھ آجائے گی۔
مَا (نہیں) کَذَبَ (جھوٹ بولا) اَلْفُؤَادُ (دل نے) مَا (جو) رَاٰی (اس" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنکھوں سے" دیکھا)
یہاں پر کذب فعل کا فاعل خود نبی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نہ کہ الفواد (دل)

ایک بہت بڑے صرفی ونحوی مفسر محی الدین بن احمد مصطفیٰ درویش اس آیت کے بارے لکھتے ہیں کہ:
(ما كَذَبَ الْفُؤادُ ما رَأى) ما نافية وكذب الفؤاد فعل وفاعل وقد قرئ كذب بالتشديد أيضا.......... والمعنى أنه ما أوهمه الفؤاد أنه رأى ولم ير بل صدقه الفؤاد رؤيته.
اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو بعض لوگوں کہ یہ وہم ہوا ہے کہ الفواد یعنی دل نے اس کو دیکھا حالانکہ دل نے نہیں دیکھا تھا بلکہ اس نے رویت بصری کی تصدیق کی تھی۔
(اعراب القرآن و بیانہ، محی الدین بن احمد مصطفیٰ درویش متوفیٰ 1403ھ، جلد 9، صفحہ 347، مطبوعہ دارالارشاد للشئون الجامعیۃ بیروت)

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿٩﴾ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

میں ”ہاتھ“ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم ف١٢ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی ف١٣ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا

مَا رَاٰى ﴿١١﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾

ف١٤ تو کیا تم ان سے انکے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو ف١٥ اور انھوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا ف١٦

عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾ اِذْ يَغْشَى

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ف١٧ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ پر چھا رہا

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰى مِنْ

تھا جو چھا رہا تھا ف١٨ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی ف١٩ بے شک اپنے رب کی

اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ

بہت بڑی نشانیاں دیکھیں ف٢٠ تو کیا تم نے دیکھا لات اور عزیٰ اور اس تیسری منات کو

الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾

ف٢١ کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی ف٢٢ جب تو یہ سخت بھونڈی تقسیم ہے ف٢٣

اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ

وہ تو نہیں مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں ف٢٤ اللہ نے ان کی

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ

کوئی سند نہیں اتاری وہ تو نرے گمان اور نفس کی خواہشوں کے پیچھے ہیں ف٢٥

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ﴿٢٣﴾ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿٢٤﴾

حالانکہ بیشک ان کے پاس انکے رب کی طرف سے ہدایت آئی ف٢٦ کیا آدمی کو مل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے ف٢٧

فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ

تو آخرت اور دنیا سب کا مالک اللہ ہی ہے ف٢٨ اور کتنے ہی فرشتے ہیں آسمانوں میں کہ ان کی سفارش

تفسير

مقاتل بن سليمان

دراسة وتحقيق

د. عبد الله محمود شحاته

الجزء الرابع

مؤسسة التاريخ العربي

بيروت - لبنان

﴿ثُمَّ دَنَا﴾ الرب — تعالى — من محمد ﴿فَتَدَلَّىٰ﴾ — ٨ — وذلك ليلة أسرى بالنبي — صلى الله عليه وسلم — إلى السماء السابعة ﴿فَكَانَ﴾ منه ﴿قَابَ قَوْسَيْنِ﴾ يعنى قدر ما بين طرفى القوس من قسى «العرب»(١) ﴿أَوْ أَدْنَىٰ﴾ — ٩ — يعنى بل أدنى أو أقرب من ذلك .

حدثنا عبد الله قال : سمعت أبا العباس يقول : « قاب قوسين » يعنى قدر طول قوسين من قسى العرب ﴿فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ﴾ محمد — صلى الله عليه وسلم — ﴿مَا أَوْحَىٰ﴾ — ١٠ — ﴿مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ﴾ — ١١ — يعنى ما كذب قلب محمد — صلى الله عليه وسلم — ما رأى بصره من أمر ربه تلك الليلة ﴿« أَفَتُمَٰرُونَهُۥ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ »(٢)﴾ — ١٢ — ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ — ١٣ — يقول رأى محمد — صلى الله عليه وسلم — ربه بقلبه مرة أخرى ، رآه ﴿عِندَ سِدْرَةِ ٱلْمُنتَهَىٰ﴾ — ١٤ — أغصانها اللؤلؤ والياقوت والزبرجد وهى شجرة عن يمين العرش فوق السماء السابعة العليا ﴿« عِندَهَا »(٣) جَنَّةُ ٱلْمَأْوَىٰٓ﴾ — ١٥ — تأوى إليها أرواح الشهداء أحياء يرزقون [١٧٣ ب] وإنما سميت المنتهى لأنها ينتهى إليها علم كل ملك مخلوق ، ولا يعلم ما وراءها أحد إلا الله — عز وجل — كل ورقة منها تظل أمة من الأمم على كل ورقة منها ملك يذكر الله — عز وجل — ولو أن ورقة منها وضعت فى الأرض لأضاءت لأهل الأرض نورا تحمل لهم الحلل والثمار من جميع الألوان ، ولو أن رجلا ركب حقة نطاف على ساقها(٤) ما بلغ المكان الذى ركب منه حتى يقتله الهرم وهى طوبى التى ذكر الله

(١) فى أ : « المرء » ، وفى ف : « العرب » .
(٢) « أفتمارونه على ما يرى » : ساقطة من أ .
(٣) فى أ : « فى » .
(٤) أى على ساق الشجرة المسماة سدرة المنتهى .

تأليف الأستاذ

محيي الدين الدرويش

المجلد التاسع

الجزء الخامس والعشرون — الجزء السادس والعشرون — الجزء السابع والعشرون

اليمامة
للطباعة والنشر والتوزيع
دمشق - بيروت

دار ابن كثير
للطباعة والنشر والتوزيع
دمشق - بيروت

دار الإرشاد للشؤون الجامعية
حمص - سورية

وأوحى فعل وفاعل مقدّر وإلى عبده متعلقان بأوحى وما موصولة أو مصدرية وعلى كل حال هي ومدخولها في موضع نصب على أنها مفعول به على الأول أو مفعول مطلق على الثاني وسيرد مزيد بحث عنها في باب البلاغة (ما كذب الفؤاد ما رأى) ما نافية وكذب الفؤاد فعل وفاعل وقد قرىء كذب بالتشديد أيضاً وما موصولة مفعول به لأن كذب فعل يتعدى إلى مفعول قال الأخطل:

كذبتك عينـك أم رأيت بواسط   غلس الظلام من الرباب خيالا

وقيل لا يتعدى فيكون نصب ما على إسقاط الخافض أي فيما رآه وزعم صاحب المنجد أن كذب قد يتعدى إلى اثنين قال: «وقد يتعدى إلى مفعولين فيقال كذبه الحديث إذا نقل الكذب وقال خلاف الواقع فإذا شدّد اقتصر على مفعول واحد» ولم أجد فيما بين يدي من كتب اللغة ما يؤيد ذلك، أما كذبه الحديث فالحديث نصب بنزع الخافض على الأصح، هذا ويجوز أن تكون ما مصدرية وهي مع مدخولها في موضع نصب لأنه مفعول كذب والمعنى أنه ما أوهمه الفؤاد أنه رأى ولم يرَ بل صدقه الفؤاد رؤيته.

البلاغة:

١ ـ في قوله «ثم دنا فتدلى» فن القلب وهو من المقلوب الذي تقدم فيه ما يوضحه التأخر وتأخر ما يوضحه التقديم أي تدلى فدنا لأنه تدلى للدنو ودنا بالتدلي.

٢ ـ في قوله «فأوحى إلى عبده ما أوحى» فن الإبهام وقد تقدم القول فيه وهو كثير شائع في القرآن كأنه أعظم من أن يحيط به بيان، فأبهم الأمر الذي أوحاه إلى عبده وجعله عاماً وذلك أبلغ لأن السامع

قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

> وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْٓ اَرَیْنٰکَ اِلَّا فِتْنَۃً لِّلنَّاسِ
> اور وہ خواب جو ہم نے تجھے دکھایا اُسے ہم نے نہیں بنایا مگر لوگوں کے لئے آزمائش۔۔۔" (بنی اسرائیل 61:17)

قرونِ اولیٰ کے جلیل القدر مفسر علامہ مقاتل کی رائے آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روحانی نہیں بلکہ جسمانی تھا۔اب اس آیت کے تحت علامہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

مفسر حضرت ابوالحسن مقاتل بن سلمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ثم قال سبحانه: وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْناكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ يعني الإسراء ليلة أسري به إلى بيت المقدس فكانت لأهل مكة فتنة

اللہ تعالیٰ کے فرمان: وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْناكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ کا یہ مطلب ہے کہ لیلۃ اسراء جو بیت المقدس کی جانب تھا یہ اہل مکہ کے لیے آزمائش ہے۔(یعنی یہ خواب نہیں تھی ایک حقیقت تھی جس کو اہل مکہ نے ماننے سے انکار کردیا ورنہ خوابی معراج کو تو اہل مکہ بھی مانتے تھے۔)

(تفسیر مقاتل بن سلمان، ابوالحسن مقاتل بن سلمان متوفیٰ 150 ھ، جلد 2، صفحہ 538، مطبوعہ داراحیاء التراث بیروت)

مفسر علامہ یحیٰ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قَوْلُهُ: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ} [الإسراء: 60] ، يَعْنِي: مَا أَرَاهُ اللَّهُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ، وَلَيْسَ بِرُؤْيَا الْمَنَامِ وَلَكِنِ الْمُعَايَنَةُ. {إِلا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60] لِلْمُشْرِكِينَ.

یعنی اللہ پاک نے جو کچھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لیلۃ اسریٰ کو دکھایا وہ خواب نہیں تھا بلکہ (رویت بالبصر سے) معائنہ تھا۔

(تفسیر یحیٰ بن سلام، علامہ یحیٰ بن سلام بن ابی ثعلبہ البصری الافریقی، متوفیٰ 200 ھ، جلد 1، صفحہ 145، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

مفسر حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

1581 نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أرنا مَعْمَرٌ , عَنْ قَتَادَةَ , فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60] , قَالَ: »رُؤْيَا عَيْنٍ رَآهَا لَيْلَةَ أَرَاهُ اللَّهُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ حَيْثُ أُسْرِيَ بِهِ فَكَانَ ذَلِكَ فِتْنَةً لِلْكُفَّارِ«

یہ رویا عین تھا یعنی جسمانی آنکھوں سے دیکھنا تھا۔

1582 نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أرنا ابْنُ عُيَيْنَةَ , عَنْ عَمْرٍو , عَنْ عِكْرِمَةَ , عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60] , قَالَ: »هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ رَآهَا لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ«

کہتے ہیں کہ یہ رویا عینی تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ اسریٰ کو جسمانی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا تھا۔

(تفسیر عبدالرزاق، ابوبکر عبدالرزاق بن ھمام الیمانی الصنعانی، متوفیٰ 211، جلد 2، صفحہ 302، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

کیا رویا سے مراد خواب ہے؟

آیت مذکورہ میں لفظ رویا سے قادیانی یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ رویا خواب کو ہی کہتے ہیں حلانکہ رویا عربی کا لفظ ہے اہل زبان جانتے ہیں کہ اس عربی لفظ کو کب کس معنیٰ و مفہوم میں لینا ہے۔ جس کے چند دلائل ہم نے آپ کی خدمت میں پیش کیے۔

صرفی و نحوی مفسر محی الدین بن احمد مصطفیٰ درویش اس آیت کے بارے لکھتے ہیں کہ:

كقوله تعالى »وما جعلنا الرؤيا التي أريناك« فإنه لم يرد بها رؤيا المنام وانما أريد اليقظة وكان ذلك ليلا في ليلة الاسراء«

رویا سے مراد رویا منامی نہیں ہے بلکہ یہاں بیداری کی حالت مراد ہے۔

(اعراب القرآن و بیانہ، محی الدین بن احمد مصطفیٰ درویش متوفیٰ 1403ھ، جلد 4، صفحہ 500، مطبوعہ دارالارشاد للشئون الجامعیۃ بیروت)

مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾

سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکلیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا ف۱۱۷

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں ف۱۱۸ وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں

وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ

کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے ف۱۱۹ اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں ف۱۲۰ بیشک تمہارے

مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔ اور کوئی بستی نہیں مگر یہ کہ ہم اسے روزِ قیامت سے پہلے نیست کردیں گے

اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾

یا اسے سخت عذاب دیں گے ف۱۲۱ یہ کتاب میں ف۱۲۲ لکھا ہوا ہے

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ

اور ہم ایسی نشانیاں بھیجنے سے یوں ہی باز رہے کہ انہیں اگلوں نے جھٹلایا ف۱۲۳

وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ

اور ہم نے ثمود کو ف۱۲۴ ناقہ دیا آنکھیں کھولنے کو ف۱۲۵ تو انہوں نے اس پر ظلم کیا ف۱۲۶ اور ہم ایسی نشانیاں

اِلَّا تَخْوِيْفًا ﴿۵۹﴾ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا

نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کو ف۱۲۷ اور جب ہم نے تم سے فرمایا کہ سب لوگ تمہارے رب کے قابو میں ہیں ف۱۲۸ اور ہم نے نہ کیا

الرُّءْيَا الَّتِىْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى

وہ دکھاوا ف۱۲۹ جو تمہیں دکھایا تھا ف۱۳۰ مگر لوگوں کی آزمائش کو ف۱۳۱ اور وہ پیڑ جس پر قرآن میں لعنت ہے

الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ﴿۶۰﴾ ع وَاِذْ قُلْنَا

ف۱۳۲ اور ہم انہیں ڈراتے ہیں ف۱۳۳ تو انہیں نہیں بڑھتی مگر بڑی سرکشی اور یاد کرو جب

تفسير مقاتل بن سليمان

دراسة وتحقيق
د. عبد الله محمود شحاته

الجزء الثاني

مؤسسة التاريخ العربي
بيروت - لبنان

سألا النبي — صلى الله عليه وسلم — أن يريهم الله الآيات كما فعل بالقرون الأولى وسؤالهما[(١)] النبي — صلى الله عليه وسلم — أنهما قالا فى هذه السورة : « وقالوا لن نؤمن لك حتى تفجر لنا من الأرض ينبوعا ... » إلى آخر الآيات[(٢)] فأنزل الله — عز وجل — : « وما منعنا أن نرسل بالآيات » إلى قومك كما سألوا ﴿ إِلَّآ أَن كَذَّبَ بِهَا ٱلْأَوَّلُونَ ﴾ يعنى الأمم الخالية فعذبتهم ولو جئتهم بآية فردوها وكذبوا بها أهلكناهم ، كما فعلنا بالقرون الأولى ، فلذلك أخرنا الآيات عنهم ، ثم قال سبحانه : ﴿ وَءَاتَيْنَا ﴾ يعنى وأعطينا ﴿ ثَمُودَ ٱلنَّاقَةَ مُبْصِرَةً ﴾ يعنى معاينة يبصرونها ﴿ فَظَلَمُوا۟ بِهَا ﴾ يعنى فجحدوا بها أنها ليست من الله — عز وجل — ثم عقروها ، ثم قال — عز وجل — : ﴿ وَمَا نُرْسِلُ بِٱلْـَٔايَـٰتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴾ — ٥٩ — للناس فإن لم يؤمنوا بها عذبوا فى الدنيا ﴿ وَإِذْ ﴾ يعنى وقد ﴿ قُلْنَا لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِٱلنَّاسِ ﴾ يعنى حين أحاط علمه بأهل مكة أن يفتحها على النبي — صلى الله عليه وسلم — ، ثم قال سبحانه : ﴿ وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِىٓ أَرَيْنَـٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ ﴾ يعنى الإسراء ليلة أسرى به إلى بيت المقدس فكانت لأهل مكة فتنة ، ثم قال سبحانه : ﴿ وَٱلشَّجَرَةَ ٱلْمَلْعُونَةَ فِى ٱلْقُرْءَانِ ﴾ يعنى شجرة الزقوم ، ثم قال سبحانه : ﴿ وَنُخَوِّفُهُمْ ﴾ بها يعنى بالنار والزقوم ﴿ فَمَا يَزِيدُهُمْ ﴾ التخويف ﴿ إِلَّا طُغْيَـٰنًا ﴾ يعنى إلا ضلالا ﴿ كَبِيرًا ﴾ — ٦٠ — يعنى شديدا ، وقال أيضا فى الصافات[(٣)] لقولهم الزقوم : التمر

(١) فى أ : فى سؤالهما ، ل : وسؤالهم .

(٢) سورة الإسراء : ٩٠ — ٩٣ .

(٣) فى أ : والصافات ، ل : الصافات والآية من سورة الصافات : ٦٢ — ٦٣ .

تفسير
يحيى بن سلام
التيمي البصري القيرواني
المتوفى ٢٠٠ هـ

من سورة النحل
إلى سورة الصافات

تقديم وتحقيق
الدكتورة هند شلبي
المعهد الأعلى لأصول الدين
جامعة الزيتونة - تونس

الجزء الأول

يحتوي على السور التالية:
النحل - الإسراء - الكهف - مريم - طه - الأنبياء
الحج - المؤمنون - النور - الفرقان

تنبيه:
وضعنا الفهارس العامة في آخر المجلد الثاني

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

السلام ويقول: إن شئت أصبح لك الصفا ذهبا فمن كفر بعد منهم فإني أعذبه عذابا لا أعذبه أحدا من العالمين. وان شئت فتحت لهم باب الرحمة والتوبة. فقال: بل باب الرحمة والتوبة.

قوله: ﴿وَءَاتَيْنَا ثَمُودَ ٱلنَّاقَةَ مُبْصِرَةً﴾ (59) أي بينة.

وقال مجاهد: آية.[1]

﴿فَظَلَمُوا۟ بِهَا﴾ (59) أي فجحدوا بها انها ليست من الله. تفسير السدي.

قال يحيى: وظلموا أنفسهم بِعَقْرِها.

﴿وَمَا نُرْسِلُ بِٱلْـَٔايَٰتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾ (59) نخوفهم بالآية فنخبرهم أنهم إن لم يؤمنوا عذّبهم.

قوله: ﴿وَإِذْ قُلْنَا لَكَ﴾ وأوحينا اليك.

﴿إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِٱلنَّاسِ﴾ (60)

وتفسير الحسن: عصمك منهم فلا يصلون اليك حتى تُبلّغ عن الله الرسالة كقوله: ﴿وَٱللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ﴾[2] ان يصلوا اليك حتى تبلّغ عن الله الرسالة.

وقال قتادة: يمنعك من الناس حتى تُبلّغ رسالة ربك.[3]

وقال مجاهد: أحاط بالناس فهم في قبضته.[4]

أبو أمية عن الحسن أن رسول الله شَكَا إلى ربه من قومه فقال: يا رب إن قومي قد خوفوني فأعطني من قِبَلِك آية أعلم ألا مخافة علي. فأوحى الله إليه أن يأتي وادي كذا وكذا فيه شجرة، فليدع غصنا منها يأته. فانطلق إلى الوادي فدعا غصنا منها فجاء يخط في الأرض خطا حتى انتصب بين يديه. فحبسه ما شاء الله ان يحبسه ثم قال: ارجع كما جئت، فرجع، فقال رسول الله: علمت يا رب ألاّ مخافة عليّ.

قوله: ﴿وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِىٓ أَرَيْنَٰكَ﴾ (60) يعني ما أراه الله ليلة أُسري به، وليس برؤيا المنام ولكن المعاينة.

﴿إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ (60) للمشركين. ان النّبيّ لما أخبرهم بمسيره إلى بيت المقدس ورجوعه من ليلته كذب بذلك المشركون فافتتنوا بذلك.

(1) تفسير مجاهد، 1/ 364.
(2) المائدة، 67.
(3) الطبري، 16/ 110.
(4) تفسير مجاهد، 1/ 364.

تفسير عبد الرزاق

تصنيف

الإمام المحدث عبد الرزاق بن همام الصنعاني
المتوفى سنة ٢١١ هـ

دراسة وتحقيق

دكتور محمود محمد عبده
كلية الدعوة - جامعة الأزهر

الجزء الثاني

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

(١٥٧٩) عبد الرزاق، قال: أخبرنا ابن عيينة، عن الأعمش، عن إبراهيم، عن (أبى معمر)[1] قال: قال عبد الله بن مسعود: كان ناس يعبدون نفرًا من الجن فأسلم أولئك الجنيون وثبت الإنس على عبادتهم فقال: ﴿**أولئك الذين يدعون يبتغون إلى ربهم الوسيلة**﴾ الآية.

(١٥٨٠) نا عبد الرزاق قال: أرنا معمر، عن قتادة فى قوله تعالى: ﴿**وإذ قلنا لك إن ربك أحاط بالناس**﴾[1] قال: منعك من الناس.

(١٥٨١) نا عبد الرزاق قال: أرنا معمر، عن قتادة فى قوله تعالى: ﴿**وما جعلنا الرؤيا التى أريناك إلا فتنة للناس**﴾[1] قال: (رؤيا عين رأها ليلة)[2] أراه الله بيت المقدس حيث أسرى به فكان ذلك فتنة للكفار.

(١٥٨٢) نا عبد الرزاق قال: أرنا ابن عيينة، عن عمرو، عن عكرمة، عن ابن عباس فى قوله تعالى: ﴿**وما جعلنا الرؤيا التى أريناك إلا فتنة للناس**﴾ قال: هى رؤيا عين رآها ليلة أسرى به.

(١٥٧٩) (١) هو: عبد الله بن سخبرة الأزدى أبو معمر الكوفى ثقة من الثانية، تقريب (١/ ٤١٨).
مضى تخريجه.

(١٥٨٠) (١) الآية: [٦٠].
ابن جرير (١٥/ ١١٠)، والبغوى (٤/ ١٣٥).

(١٥٨١) (١) الآية: [٦٠].
(٢) ما بين القوسين سقطت من ت.
ابن جرير (١٥/ ١١٠).
وروى عن ابن عباس وسعيد بن جبير والحسن ومسروق وقتادة ومجاهد وعكرمة وابن جريج والأكثرين (٤/ ١٣٥).
وهو قول الجمهور كما فى البحر (٦/ ٥٤).

(١٥٨٢) أخرجه البخارى كتاب التفسير باب: ﴿وما جعلنا الرؤيا التى أريناك إلا فتنة للناس﴾ (٨/ ٣٩٨).
والترمذى فى التفسير باب ومن سورة الإسراء (٥/ ٣٠٢)، والبغوى (٤/ ١٣٥)، والقرطبى (٧/ ٥٦).
وفى الدر وزاد نسبته إلى عبد الرزاق وسعيد بن منصور وأحمد والنسائى وابن المنذر وابن أبى حاتم والطبرانى والحاكم وابن مردويه والبيهقى فى الدلائل عن ابن عباس (٤/ ١٩١).

تأليف الأستاذ
محيي الدين الدرويش

المجلد الرابع

الجزء العاشر — الجزء الحادي عشر — الجزء الثاني عشر

اليمامة
للطباعة والنشر والتوزيع
دمشق - بيروت

دار ابن كثير
للطباعة والنشر والتوزيع
دمشق - بيروت

دار الإرشاد للشؤون الجامعية
حمص - سورية

أسن لخطي عندك، وانقلب بلدهم سمنة وعسلة إذا كثرتا فيه وفي مثل « سمنكم هُرِيق في أديمكم » أي مالكم ينفق عليكم .

(عجاف) : جمع عجفاء على غير قياس والعجف الهزال الذي ليس بعده والسبب في وقوع عجاف جمعاً لعجفاء وأفعل وفعلاء لا يجمعان على فعال حمله على سمان لأنه نقيضه ومن دأبهم حمل النظير على النظير والنقيض على النقيض والقياس عجف نحو حمراء وحمر .

(رؤياي) : فرق أرباب العربية بين الرؤيا والرؤية فقالوا : الرؤيا مصدر رأى الحلمية والرؤية مصدر رأى العينية وغلطوا أبا الطيب في قوله :

مضى الليل والفضل الذي لك لم يمض
ورؤياك أحلى في العيون من الغمض

وقال أبو البقاء في شرحه لديوان المتنبي : « والرؤيا تستعمل في المنام خاصة ومنه قوله تعالى « لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق » و « لا تقصص رؤياك على اخوتك » و « إن كنتم للرؤيا تعبرون » و « قد صدقت الرؤيا » وهذا كله في المنام ولو قال « لقياك » لكان أحسن إلا أنه ذهب بالرؤيا الى الرؤية كقوله تعالى « وما جعلنا الرؤيا التي أريناك » فإنه لم يرد بها رؤيا المنام وانما أريد اليقظة وكان ذلك ليلاً في ليلة الاسراء » .

وقال أبو الفتح بن جني : « الرؤيا في المنام وأما في العين فلا أعرفها وإن جاءت فهي شاذة » .

وقال ابن هشام في أوضح المسالك : « ولا تختص الرؤيا بمصدر

قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

”عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَاٰهُ بِفُؤَادِهٖ مَرَّتَيْنِ “: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل سے دو بار دیکھا۔“ (مسلم کتاب الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہی مراد ہے کہ جو کچھ آنکھوں نے دیکھا تھا دل نے دو مرتبہ اس کی تصدیق کی چنانچہ معجم الکبیر میں ہے کہ:

12564 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا جُمْهُورُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُجَالِدٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: " رَأَى مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِبَصَرِهِ، وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ "

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے ربّ کو دو مرتبہ دیکھا ہے ایک دفعہ اپنے سر کی آنکھوں سے اور دوسری دفعہ اپنے دل کی آنکھوں سے۔

(المعجم الکبیر، سلیمان بن احمد ایوب الطبرانی، متوفیٰ 360ھ، جلد 12، صفحہ 90، مکتبہ ابن تیمیہ القاھرہ)

مفسر علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنِهِ، هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ عَنْهُ۔۔۔أَنَا أَقُولُ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ: بِعَيْنِهِ رَآهُ رَآهُ!۔۔۔وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ (أَنَّ «3» مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) رأى الله ببصره وعيني رأسه

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اللہ پاک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور یہی مشہور ہے۔۔۔میں کہتا ہوں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہی مراد ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی جسمانی آنکھوں سے ہی اللہ کو دیکھا۔۔جماعتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا یہی موقف تھا کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

(الجامع لاحکام القرآن۔تفسیر القرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی، متوفیٰ 671ھ، جلد 7، صفحہ 56، مطبوعیہ دار الکتب المصریہ القاھرۃ)

مفسر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى". "وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى" قَالَ: رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ رآه بعينه

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ما کذب الفواد ما رای پہلی دفعہ دیکھنے کی طرف اشارہ ہے اور دوسری دفعہ بھی آپ ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا، اس لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ "اسی وجہ سے ایک جماعت اس جانب گئی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

(معالم التنزیل لتفسیر البغوی، محی السنۃ ابو الحسین بن مسعود البغوی متوفیٰ 510ھ، جلد 7، صفحہ 403، مطبوعہ دار طیبہ للنشر والتوزیع)

مفسر علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

كذب الفؤاد ما رأى ولقد رآه نزلة أخرى قال: رآه بفؤاده مرتين وذهب جماعة إلى أنه رآه بعينه حقيقة

اس سے مراد یہ کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو دو بار دیکھا اور صحابہ علیہم الرضوان کی جماعت کا یہ قول ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کی حقیقی طور پر اپنی چشم اقدس سے زیارت فرمائی تھی۔

(لباب التاویل فی معانی التنزیل، علاء الدین علی بن محمد بن ابراھیم الخازن متوفیٰ 741ھ، جلد 4، صفحہ 205، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

صحیح مسلم

وهو

المسند الصحيح المختصر من السنن
بنقل العدل عن العدل، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

خرج الأحاديث على باقي الصحاح والسنن الستة
ومسند الإمام أحمد ورقم الكتب والأبواب
وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف
وفهرس الأحاديث والآثار على
[illegible] الحروف

صدقي جميل العطار

للإمام الحافظ أبي
الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
المتوفى ٢٦١ هـ
رحمه الله تعالى

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

٣٢١/ 174 ـ وحدّثني أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَّادٌ ـ وَهُوَ ابْنُ الْعَوَّامِ ـ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝٩﴾ [النجم] قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ. [خ= ٤٨٥٦، ت= ٣٢٨٨].

٣٢٢/ 174م[1] ـ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝١١﴾ [النجم]. قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

٣٢٣/ 174م[2] ـ حدّثنا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ، سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِ ٱلْكُبْرَىٰٓ ۝١٨﴾ [النجم]. قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

(77/76) ـ باب مَعْنَى قولِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ وهل رأى النَّبِيُّ ﷺ رَبَّهُ ليلةَ الإسراءِ؟ (٧٧/٧٦)

٣٢٤/ 175 ـ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣﴾ [النجم]. قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ. [انفرد به].

٣٢٥/ 176 ـ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهِ. [انفرد به].

٣٢٦/ 176م[1] ـ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، جَمِيعاً عَنْ وَكِيعٍ. قَالَ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ أَبِي جَهْمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝١١﴾ [النجم] ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣﴾ [النجم]. قَالَ: رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ.

٣٢٧/ 176م[2] ـ حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنَا أَبُو جَهْمَةَ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ.

٣٢٨/ 177 ـ حدّثني زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئاً عِنْدَ عَائِشَةَ. فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ، ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّداً ﷺ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ. قَالَ: وَكُنْتُ مُتَّكِئاً فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْظِرِينِي وَلَا تَعْجَلِينِي. أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ بِٱلْأُفُقِ ٱلْمُبِينِ ۝٢٣﴾ [التكوير] ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣﴾ [النجم] فَقَالَتْ: أَنَا أَوَّلُ هَٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «**إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ، لَمْ أَرَهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ**

---

(177) **(أعظم على الله الفرية)** هي الكذب. **(أنظريني)** من الإنظار وهو التأخير والإمهال.

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ — ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الثاني عشر

الناشر

مكتبة ابن تيمية

القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠٠

١٢٥٦٣ ـ حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي ثنا محمد بن عبدالله بن نمير ثنا ابي عن مجالد عن الشعبي عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « مثل الذي يتكلم يوم الجمعة والامام يخطب مثل الحمار يحمل اسفارا ، والذي يقول له أنصت لا جمعة له » ٠

١٢٥٦٤ ـ حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي ثنا جمهور بن منصور ثنا اسماعيل بن مجالد عن مجالد عن الشعبي عن ابن عباس قال : رأى محمد صلى الله عليه وسلم ربه عزوجل مرتين مرة ببصره ومرة بفؤاده ٠

١٢٥٦٥ ـ حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمي ثنا جمهور بن منصور ثنا اسماعيل بن مجالد عن مجالد عن الشعبي عن ابن عباس انه كان يقول في قوله (ولقد رآه بالافق المبين) انما اعنى جبريل عليه السلام ان محمدا صلى الله عليه وسلم رآه في صورة عند سدرة المنتهى ٠

١٢٥٦٣ ـ ورواه احمد ٢٠٣٣ قال في المجمع ٢/١٨٤ رواه احمد والبزار والطبراني في الكبير وفيه مجالد بن سعيد وقد ضعفه الناس ووثقه النسائي في رواية ٠

١٢٥٦٤ ـ قال في المجمع ١/٧٩ رواه الطبراني في الاوسط ١٠ مجمع البحرين ورجاله رجال الصحيح خلا جمهور بن منصور الكوفي وجمهور بن منصور ذكره ابن حبان في الثقات ٠ قلت : ومجالد بن سعيد ليس بالقوي وتغير بأخرة كما قال الحافظ ٠

١٢٥٦٥ ـ انظر ما قبله ٠ ثم ان السورة على ما قاله ابن كثير نزلت بعد ليلة الاسراء ٠ وهما مما يدل على انه رآه في الافق وليس عند سدرة المنتهى كما هو منطوق الاية ٠

المملكة
KINGDOM

7

الجامع لأحكام القرآن

لأبي عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي

اعتنى به وصححه
الشيخ هشام سمير البخاري

إهداء

صاحب السمو الملكي الأمير
الوليد بن طلال بن عبد العزيز آل سعود

دار عالم الكتب
للطباعة والنشر والتوزيع

وقال بإنكار هذا وامتناع رؤيته جماعةٌ من المحدّثين والفقهاء والمتكلّمين. وعن ابن عباس أنه رآه بعينيه، هذا هو المشهور عنه. وحجته قوله تعالى: ﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ ما رأى﴾[١]. وقال عبد الله بن الحارث: اجتمع ابن عباس وأبيّ بن كعب، فقال ابن عباس: أمّا نحن بنو[٢] هاشم فنقول إن محمداً رأى ربّه مرتين. ثم قال ابن عباس: أتعجبون أن الخلّة تكون لإبراهيم والكلام لموسى، والرؤية لمحمد ﷺ وعليهم أجمعين. قال: فكبّر كعب حتى جاوبته الجبال، ثم قال: إن الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى عليهما السلام، فكلّم موسى ورآه محمد ﷺ. وحكى عبد الرزّاق أن الحسن كان يحلف بالله لقد رأى محمد ربّه. وحكاه أبو عمر الطَّلَمَنْكيّ عن عِكْرِمة، وحكاه بعض المتكلمين عن ابن مسعود، والأوّل عنه أشهر. وحكى ابن إسحاق أن مروان سأل أبا هريرة: هل رأى محمد ربّه؟ فقال: نعم. وحكى النقاش عن أحمد بن حنبل أنه قال: أنا أقول بحديث ابن عباس: بعينه رآه رآه! حتى انقطع نفسه، يعني نفس أحمد. وإلى هذا ذهب الشيخ أبو الحسن الأشعريّ وجماعة من أصحابه [أن محمداً[٣] ﷺ] رأى الله ببصره وعيني رأسه. وقاله أنس وابن عباس وعكرمة والربيع والحسن. وكان الحسن يحلف بالله الذي لا إله إلا هو لقد رأى محمد ربّه. وقال جماعة منهم أبو العالية والقُرَظِيّ والربيع بن أنس: إنه إنما رأى ربّه بقلبه وفؤاده؛ وحُكِيَ عن ابن عباس أيضاً وعكرمة. وقال أبو عمر: قال أحمد بن حنبل رآه بقلبه، وجَبُنَ عن القول برؤيته في الدنيا بالأبصار. وعن مالك بن أنس قال: لم يُرَ في الدنيا؛ لأنه باق ولا يُرَى الباقي بالفاني، فإذا كان في الآخرة ورُزقوا أبصاراً باقية رأوا الباقي بالباقي. قال القاضي عِياض: وهذا كلام حسن مليح، وليس فيه دليل على الاستحالة إلا من حيث ضعف القدرة؛ فإذا قوّى الله تعالى من شاء من عباده وأقدره على حمل أعباء الرؤية لم يمتنع في حقّه. وسيأتي شيء من هذا في حق موسى عليه السلام في ﴿الأعراف﴾[٤] إن شاء الله.

قوله تعالى: ﴿وَهُوَ يُدْرِكُ الأَبْصَارَ﴾ أي لا يخفى عليه شيء إلا يراه ويعلمه. وإنما خصّ ﴿الأبصار﴾ لتجنيس الكلام. وقال الزجاج: وفي هذا الكلام دليل على أن الخلق لا يُدركون

---

(١) راجع ١٧/ ٩٢. (٢) كذا في كل الأصول، وهو منصوب على الاختصاص.
(٣) من ع. (٤) راجع ص ٢٧٨ من هذا الجزء.

تفسير البغوي

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي

(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد السابع

حققه وخرج أحاديثه

محمد عبد الله النمر — عثمان جمعة ضميرية — سليمان مسلم الحرش

مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾

﴿ما كذَبَ الفؤادُ ما رأى﴾، قرأ أبو جعفر «ما كذَّب الفؤاد» بتشديد الذال، أي: ما كذب قلب محمد ﷺ ما رأى بعينه تلك الليلة، بل صدقه وحققه، وقرأ الآخرون بالتخفيف، أي: ما كذب فؤاد محمد ﷺ الذي رأى، بل صدقه، يقال: كذبه إذا قال له الكذب، مجازه: ما كذب الفؤاد فيما رأى، واختلفوا في الذي رآه، فقال قوم: رأى جبريل، وهو قول ابن مسعود وعائشة.

أخبرنا إسماعيل بن عبد القاهر، أخبرنا عبد الغافر بن محمد، أخبرنا محمد بن عيسى، حدثنا إبراهيم ابن محمد بن سفيان، حدثنا مسلم بن الحجاج، حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا حفص هو ابن غياث عن الشيباني عن زر عن عبد الله قال: «ما كذب الفؤاد ما رأى» قال: رأى جبريل له ستمائة جناح[1].

وقال آخرون: هو الله عزّ وجلّ. ثم اختلفوا في معنى الرؤية، فقال بعضهم: جعل بصره في فؤاده فرآه بفؤاده، وهو قول ابن عباس.

أخبرنا إسماعيل بن عبد القاهر، أخبرنا عبد الغافر بن محمد، أخبرنا محمد بن عيسى الجلودي، حدثنا إبراهيم بن محمد بن سفيان، حدثنا مسلم بن حجاج، حدثنا أبو سعيد الأشج، حدثنا وكيع، حدثنا الأعمش عن زياد بن الحصين عن أبي العالية عن ابن عباس: «ما كذب الفؤاد ما رأى». «ولقد رآه نزلة أخرى» قال: رآه بفؤاده مرتين[2].

وذهب جماعة إلى أنه رآه بعينه / ، وهو قول أنس والحسن وعكرمة، قالوا: رأى محمد ربه[3]، وروى عكرمة عن ابن عباس قال: إن الله اصطفى إبراهيم بالخُلة واصطفى موسى بالكلام واصطفى محمداً ﷺ بالرؤية[4].

وكانت عائشة رضي الله عنها تقول: لم يَرَ رسول الله ﷺ ربّه، وتحمل الآية على رؤيته جبريل عليه السلام:

(١) أخرجه مسلم في الإيمان، باب ذكر سدرة المنتهى برقم: (١٧٤): ١/١٥٨، والبخاري في التفسير - تفسير سورة النجم، باب (فأوحى إلى عبده ما أوحى):٨/٦١٠.
(٢) أخرجه مسلم في الإيمان، باب معنى قول الله عز وجل: (ولقد رآه نزلة أخرى...)برقم: (١٧٦): ١/١٥٨.
(٣) ذكر ذلك ابن كثير:٤/٢٥١ وقال: «فيه نظر والله أعلم».
وعزاه السيوطي في الدر المنثور:٧/٦٤٧ لابن مردويه.
(٤) أخرجه الطبري: ٢٧/٤٨.

تفسير الخازن

المسمّى

لباب التأويل في معاني التنزيل

تأليف
علاء الدّين علي بن محمّد بن ابراهيم البغدادي
الشهير بالخازن
المتوفى سنة ٧٢٥ هـ

ضبطه وصححه
عبد السّلام محمد علي شاهين

الجزء الرّابع

المحتوى

سورة يس - سورة الناس

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

كذب الفؤاد ما رأى ولقد رآه نزلة أخرى قال: رآه بفؤاده مرتين وذهب جماعة إلى أنه رآه بعينه حقيقة وهو قول أنس بن مالك والحسن وعكرمة قالوا: رأى محمد ربه عز وجل. وروى عكرمة عن ابن عباس، قال: إن الله عز وجل اصطفى إبراهيم بالخلة، واصطفى موسى بالكلام، واصطفى محمداً بالرؤية. وقال كعب: إن الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى فكلم موسى مرتين ورآه محمد مرتين أخرجه الترمذي بأطول من هذا. وكانت عائشة تقول: لم ير رسول الله ﷺ ربه. وتحمل الآية على رؤية جبريل.

عن مسروق قال: قلت لعائشة: يا أماه هل رأى محمد ربه؟ فقالت: لقد قف شعري مما قلت أين أنت من ثلاث من حدثكهن فقد كذب. من حدثك أن محمداً رأى ربه فقد كذب ثم قرأت: لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار وهو اللطيف الخبير، وما كان لبشر أن يكلمه إلا الله وحياً أو من وراء حجاب. ومن حدثك أنه يعلم ما في غد فقد كذب. ثم قرأت: وما تدري نفس ماذا تكسب غداً وما تدري نفس بأي أرض تموت ومن حدثك أن محمداً كتم أمراً فقد كذب ثم قرأت يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك ولكنه رأى جبريل في صورته مرتين. أخرجاه في الصحيحين (م) عن أبي ذر قال: «سألت رسول الله ﷺ هل رأيت ربك؟ قال: نور أني أراه».

قوله عز وجل:

﴿أَفَتُمَٰرُونَهُۥ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۝١٢ وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣ عِندَ سِدْرَةِ ٱلْمُنتَهَىٰ ۝١٤ عِندَهَا جَنَّةُ ٱلْمَأْوَىٰٓ ۝١٥ إِذْ يَغْشَى ٱلسِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ۝١٦﴾

﴿أفتمارونه على ما يرى﴾ يعني أفتجادلونه على ما يرى وذلك أنهم جادلوه حين أسري به وقالوا له صف لنا بيت المقدس وأخبرنا عن عيرنا في الطريق وغير ذلك مما جادلوه به. والمعنى: أفتجادلونه جدالاً ترومون به دفعه عما رآه وعلمه ﴿ولقد رآه نزلة أخرى﴾ يعني رأى جبريل في صورته التي خلق عليها نازلاً من السماء نزلة أخرى وذلك أنه رآه في صورته مرتين مرة في الأرض ومرة عند سدرة المنتهى (م) عن أبي هريرة ولقد رآه نزلة أخرى قال: رأى جبريل. وعلى قول ابن عباس: يعني نزلة أخرى هو أنه كانت للنبي ﷺ في تلك الليلة عرجات لمسألة التخفيف من أعداد الصلوات فيكون لكل عرجة نزلة فرأى ربه عز جل في بعضها.

وروي عن ابن عباس أنه رأى ربه بفؤاده مرتين وعنه أنه رآه بعينه ﴿عند سدرة المنتهى﴾ (م) عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: «لما أسري برسول الله ﷺ انتهى به إلى سدرة المنتهى وهي في السماء السادسة وإليها ينتهي ما يعرج من الأرض فيقبض منها وإليها ينتهي ما يهبط من فوقها فيقبض منها وقال إذ يغشى السدرة ما يغشى قال فراش من ذهب».

وفي رواية الترمذي إليها ينتهي علم الخلائق لا علم لهم فوق ذلك وفي حديث المعراج المخرج في الصحيحين «ثم صعد بي إلى السماء السابعة ثم قال ثم رفعت إلى سدرة المنتهى» فإذا نبقها مثل قلال هجر وإذا ورقها كآذان الفيلة قال: هذه سدرة المنتهى. وفي أفراد مسلم من حديث أنس قال: «ثم عرج بنا إلى السماء السابعة وذكره إلى أن قال فيه ثم ذهب بي إلى سدرة المنتهى وإذا ورقها كآذان الفيلة وإذا ثمرها كالقلال قال فلما غشيها من نور الله ما غشي تغيرت فما أحد من خلق الله يستطيع أن ينعتها من حسنها» وقال هلال بن يساف سأل ابن عباس كعباً عن سدرة المنتهى وأنا حاضر فقال كعب إنها سدرة في أصل العرش على رؤوس حملة العرش وإليها ينتهي علم الخلائق وما خلفها غيب لا يعلمه إلا الله عز وجل وعن أسماء بنت أبي بكر قالت: «سمعت رسول الله ﷺ ذكر سدرة المنتهى فقال: يسير الراكب في ظل الفنن منها مائة سنة أو قال يستظل بظلها مائة ألف راكب فيها فراش الذهب كأن ثمرها القلال» أخرجه الترمذي. وقال: مقاتل هي شجرة تحمل الحلي والحلل

قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

”من زعم ان محمد صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ فقد اعظم علی اللہ القریۃ۔۔۔ اولم تسمع ان اللہ عزوجل یقول لا تدرکہ الابصار و ھو یدرک الابصار۔۔۔“

”جو اس بات کا قائل ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اس نے اللہ پر بڑا جھوٹ باندھا۔۔۔کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنکھیں اس تک نہیں پہنچتیں بلکہ وہ آنکھوں تک پہنچتا ہے۔“ (مسلم کتاب الایمان)

3888 حَدَّثَنَا الحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: {وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ} [الإسراء: 60] قَالَ: »هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ، أُرِيَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ المَقْدِسِ«، قَالَ: {وَالشَّجَرَةَ المَلْعُونَةَ فِي القُرْآنِ} [الإسراء: 60]، قَالَ: »هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ«

ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ کے ارشاد »وما جعلنا الرؤیا التي أریناك إلا فتنة للناس« (اور جو خواب ہم نے آپ کو دکھایا اس سے مقصد صرف لوگوں کا امتحان تھا) فرمایا کہ اس میں رؤیا سے آنکھ سے دیکھنا ہی مراد ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معراج کی رات میں دکھایا گیا تھا جس میں آپ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا اور قرآن مجید میں »الشجرۃ الملعونة« کا ذکر آیا ہے وہ تھوہڑ کا درخت ہے۔ (بخاری)

مفسر سمعانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَت عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا۔۔۔ وَمن زعم أَن مُحَمَّدًا رأى ربه فقد أعظم الْفِرْيَة، قَالَ الله تَعَالَى: {لَا تُدْرِكهُ الْأَبْصَار} الْآيَة. وروى عِكْرِمَة عَن ابْن عَبَّاس: " أَن مُحَمَّدًا رأى ربه لَيْلَة الْمِعْرَاج بِعَيْنِه ".

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ پاک کو دیکھا

تو اس نے بہت سخت بات کہی۔۔۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے لیلۃ المعراج میں اپنے رب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔
(تفسیر القرآن، ابو المظفر منصور بن محمد السمعانی الشافعی متوفیٰ 489ھ، جلد 5، صفحہ 290، مطبوعہ دار الوطن الریاض السعودیہ)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

يدل على رؤية العين لان موسى عليه السلام قد سألها ومنع منها فاقتضى ان يفضل النبي عليه السلام عليه بما منع منه وهو الرؤية البصرية ولا شك ان الرؤية القلبية الحاصلة بالانسلاخ يشترك فيها جميع الأنبياء حتى الأولياء وقد صح ان موسى رأى ربه بعين قلبه حين خر في الطور مغشيا عليه وحملها على زيادة المعرفة لا يجدى نفعا وكانت عائشة رضى الله عنها تقول من زعم بأن محمدا رأى ربه فقد أعظم الفرية على الله قال في كشف الاسرار قول عائشة نفى وقول ابن عباس بأنه رأى اثبات والحكم للمثبت لا للنافى فالنا في انما نفاه لانه لم يسمعه والمثبت انما أثبته لانه سمعه وعلمه انتهى وقول ابى ذر رضى الله تعالى عنه للنبى عليه السلام هل رأيت ربك قال نورانى أراه بالنسبة الى تجرد الذات عن النسب والإضافات اي النور المجرد لا يمكن رؤيته على ما سبق تحقيقه

یہ رویت العین پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے رویت بصری کا سوال کیا تھا اور اللہ پاک نے آپ کو روک دیا تھا کیوں کہ یہ صرف نبی عالم ﷺ کی فضیلت بننی تھی۔ حالانکہ اس بات سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک کا قلبی دیدار کیا تھا۔ پس قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور قول ابن عباس رضی اللہ عنہ میں تطبیق کے بعد رویت بصری ثابت ہو جاتی ہے، جہاں پر حضرت عائشہ صدیقہ نے رویت بصری سے نفی کی ہے وہاں پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ سے سماعت کی نفی ہے نہ کہ فی الحقیقت

(تفسیر روح البیان، اسماعیل حقی، متوفیٰ 1127ھ، جلد 9، صفحہ 222، دار الفکر بیروت)
(فتح الباری شرح صحیح البخاری، احمد بن علی بن حجر العسقلانی الشافعی، جلد 8، صفحہ 607، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، السلفیہ)

حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایات میں تطبیق

پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف اور مستدل ملاحظہ کرلیا جائے تو دونوں قسم کی روایات میں تطبیق سمجھنا آسان ہوگی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے موقف کو بیان کرتے ہوئے قرآنی آیت یوں پیش کی ہے:

من زعم أن محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه فقد أعظم على الله الفرية... أو لم تسمع أن الله يقول! لا تدركه الأبصار وهو يدرك الأبصار وهو اللطيف الخبير (صحیح مسلم)

جو یہ سمجھتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتا ہے۔ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اللہ فرماتے ہیں: "آنکھیں اس (اللہ) کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ (اللہ) آنکھوں کا احاطہ کرتا ہے اور اللہ باریک بین خبردار ہے"۔

یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے موقف پر حدیث مرفوع پیش نہیں کی بلکہ آیت ''لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ'' کو پیش کیا ہے۔ آیت میں غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں "ادراک" کی نفی ہے، "رؤیت" کی نفی نہیں۔ ادراک کی نفی سے رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔ چنانچہ علامہ فخر الدین الرازی (م 604ھ) لکھتے ہیں:

الْمَرْئِيُّ إِذَا كَانَ لَهُ حَدٌّ وَنِهَايَةٌ وَأَدْرَكَهُ الْبَصَرُ بِجَمِيعِ حُدُودِهِ وَجَوَانِبِهِ وَنِهَايَاتِهِ. صَارَ كَأَنَّ ذَلِكَ الْإِبْصَارَ أَحَاطَ بِهِ فَتُسَمَّى هَذِهِ الرُّؤْيَةُ إِدْرَاكًا. أَمَّا إِذَا لَمْ يُحِطِ الْبَصَرُ بِجَوَانِبِ الْمَرْئِيِّ لَمْ تُسَمَّ تِلْكَ الرُّؤْيَةُ إِدْرَاكًا. فَالْحَاصِلُ أَنَّ الرُّؤْيَةَ جِنْسٌ تَحْتَهَا نَوْعَانِ: رُؤْيَةٌ مَعَ الْإِحَاطَةِ وَرُؤْيَةٌ لَا مَعَ الْإِحَاطَةِ. وَالرُّؤْيَةُ مَعَ الْإِحَاطَةِ هِيَ الْمُسَمَّاةُ بِالْإِدْرَاكِ فَنَفْيُ الْإِدْرَاكِ يُفِيدُ نَفْيَ نَوْعٍ وَاحِدٍ مِنْ/ نَوْعَيِ الرُّؤْيَةِ. وَنَفْيُ النَّوْعِ لَا يُوجِبُ نَفْيَ الْجِنْسِ. فَلَمْ يَلْزَمْ مِنْ نَفْيِ الْإِدْرَاكِ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى نَفْيُ الرُّؤْيَةِ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى.

دیکھی جانے والی چیز کی جب حد اور انتہاء ہو اور دیکھنے والی نظر تمام حدود، اطراف اور انتہاؤں کو گھیر لے تو گویا اس نظر نے اس چیز کو گھیر لیا۔ اس دیکھنے کو "ادراک" کہا جاتا ہے، لیکن جب نظر دیکھی جانے والی چیز کے اطراف کا احاطہ نہ کرے تو اس دیکھنے کا نام ادراک نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دیکھنا ایک جنس ہے جس کے نیچے دو انواع ہیں، ایک دیکھنا احاطے کے ساتھ اور دوسرا دیکھنا بلا احاطہ کئے۔ صرف احاطے والے

دیکھنے کو "ادراک" کہا جاتا ہے۔ پس ادراک کی نفی سے دیکھنے کی ایک قسم کی نفی ثابت ہوئی اور ایک نوع کی نفی سے جنس کی نفی نہیں ہوتی۔ پس اللہ کے "ادراک" کی نفی سے اللہ کے "دیکھنے" کی نفی لازم نہیں آتی۔

(مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر، ابوعبداللہ محمد بن عمر الرازی، متوفیٰ 606ھ، جلد 13، صفحہ 133,134، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے استدلال کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو ایسے نہیں دیکھا جیسے کسی چیز کو اس کے تمام اطراف و جوانب کا احاطہ کرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے۔

اب دونوں روایات میں تطبیق یوں دی جا سکتی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں دیکھنے سے مراد "بغیر احاطہ کئے دیکھنا" ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں نفی سے مقصود "احاطہ کرتے ہوئے دیکھنے" کی نفی ہو۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی (ت 855ھ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مستدل ''لا تدرکہ الأبصار'' کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

المراد بالإدراك الإحاطة ونفي الإحاطة لا يستلزم نفي نفس الرؤية وعن ابن عباس لا يحيط به.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ابومحمد محمود بن احمد بدرالدین العینی، متوفیٰ 855ھ، جلد 15، صفحہ 144، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

"ادراک" سے مراد ایسا دیکھنا ہے جس میں کسی کو احاطہ کے ساتھ (یعنی تمام اطراف سے) دیکھنا پایا جائے، اس لیے احاطہ کے ساتھ دیکھنے کی نفی کرنے سے مطلق دیکھنے کی نفی لازم نہیں آتی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو رؤیت منقول ہے وہ ایسی نہیں جس میں احاطہ کے ساتھ دیکھنا ہو۔

رؤیت باری تعالیٰ کے سلسلے میں روایات حضرت ابن عباس، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوذر، حضرت عروہ بن زبیر وغیرہ سے مروی ہیں۔ اور عدم رؤیت کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (جس کا صحیح مفہوم پیش کیا جا چکا) اور بعض کے ہاں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس لئے رؤیت کی روایات ہی زیادہ معلوم ہوتی ہیں۔ جمہور صحابہ کرام رؤیت باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔

صحيح البخاري

للإمام

أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

(١٩٤ - ٢٥٦هـ)

طَبعةٌ جديدةٌ مَضْبُوطَةٌ ومُصَحَّحَةٌ ومُفَهْرَسَةٌ

دار ابن كثير

دمشق - بيروت

عنهما في قوله تعالى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا ٱلرُّءْيَا ٱلَّتِيٓ أَرَيْنَٰكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ [الإسراء: ٦٠] قال: هي رؤيا عين أُرِيَها رسولُ اللهِ ﷺ ليلةَ أسريَ به إلى بيتِ المقدِس. قال: والشجرةَ الملعونةَ في القرآنِ هي شجرةُ الزَّقُّوم». [الحديث ٣٨٨٨ ـ طرفاه في: ٤٧١٦، ٦٦١٣].

٤٣ ـ باب وُفودِ الأنصارِ إلى النبيِّ ﷺ بمكة، وبَيعةِ العَقَبة

٣٨٨٩ ـ حدَّثنا يحيىٰ بنُ بُكَيرٍ حدَّثنا الليثُ عن عُقيلٍ عنِ ابنِ شهاب. ح.

وحدَّثنا أحمدُ بن صالحٍ حدَّثَنا عَنبَسةُ حدَّثنا يونُسُ عنِ ابنِ شهابٍ قال: أخبرَني عبدُ الرحمٰنِ بن عبدِ الله بن كعبِ بن مالكٍ أن عبدَ الله بن كعبٍ ـ وكان قائدَ كعبٍ حينَ عَمِيَ ـ قال: سمعتُ كعبَ بن مالكٍ يُحدِّثُ حينَ تَخلَّفَ عنِ النبيِّ ﷺ في غزوةِ تبوكَ بطولِه، قال ابنُ بُكيرٍ في حديثه: «ولقد شَهِدتُ معَ النبيِّ ﷺ ليلةَ العقبةِ حينَ تواثَقْنا على الإسلام، وما أُحِبُّ أَنَّ لي بها مَشهدَ بَدر، وإن كانت بَدرٌ أذكَرَ في الناسِ منها».

[انظر الحديث: ٢٧٥٧، ٢٩٤٧، ٢٩٤٨، ٢٩٤٩، ٢٩٥٠، ٣٠٨٨، ٣٥٥٦].

٣٨٩٠ ـ حدَّثنا عليُّ بن عبدِ الله حدَّثَنا سفيانُ قال: كان عمرٌو يقول: سمعتُ جابرَ بن عبدِ اللهِ رضيَ اللهُ عنهما يقول: «شَهِدَ بي خالايَ العقبةَ» قال أبو عبدِ الله: قال ابنُ عُيَينةَ: «أحدُهما البَراءُ بنُ مَعرور». [الحديث ٣٨٩٠ ـ طرفه في: ٣٨٩١].

٣٨٩١ ـ حدَّثني إبراهيمُ بن موسىٰ أخبرنا هشامٌ أن ابنَ جُرَيجٍ أخبرَهم قالَ عطاءٌ: قال جابر: «أنا وأبي وخالايَ من أصحابِ العقَبةِ». [انظر الحديث: ٣٨٩٠].

٣٨٩٢ ـ حدَّثني إسحاقُ بن منصور أخبرَنا يعقوبُ بن إبراهيمَ حدَّثنا ابنُ أخي ابنِ شهابٍ عن عمهِ قال: أخبرَني أبو إدريسَ عائذُ اللهِ بن عبدِ الله: «أنَّ عُبادةَ بن الصامتِ ـ منَ الذين شهدوا بدراً مع رسولِ اللهِ ﷺ ومن أصحابهِ ليلةَ العقَبةِ ـ أخبرَهُ أن رسولَ اللهِ ﷺ قال وحولَهُ عِصابةٌ من أصحابهِ: تعالوا بايعوني على أن لا تُشركوا بالله شيئاً، ولا تَسرِقوا، ولا تَزنوا، ولا تقتلوا أولادكم، ولا تأتوا بِبُهتانٍ تَفتَرُونَهُ بينَ أيدِيكم وأرجُلِكم، ولا تَعصوني في مَعروف. فمن وَفىٰ منكم فأجرُهُ على الله، ومن أصاب من ذلكَ شيئاً فعوقبَ بهِ في الدنيا فهو له كفَّارة، ومن أصابَ من ذلكَ شيئاً فستَرَهُ اللهُ فأمرُهُ إلى الله: إن شاءَ عاقَبهُ، وإن شاءَ عَفا عنه، قال: فبايَعْناه على ذلك».

٣٨٩٣ ـ حدَّثنا قُتَيبةُ حدَّثنا الليثُ عن يزيدَ بنِ أبي حبيب عن أبي الخيرِ عنِ الصّنابحيِّ عن

تفسير القرآن

للإمام العلامة شيخ الإسلام حجة أهل السنة والجماعة
أبي المظفر السمعاني
منصور بن محمد بن عبد الجبار التميمي المروزي الشافعي السلفي
(٤٢٦ ~ ٤٨٩)

المجلد الخامس
من غافر إلى التحريم

تحقيق
أبي بلال غنيم بن عباس بن غنيم

دار الوطن
الرياض ـ شارع المعذر ـ ص.ب: ٣٣١٠
☎ ٤٧٩٢٠٤٢ ـ فاكس: ٤٧٦٤٦٥٩

والقول الثانى: ينتهى إليها ما يصعد إلى السماء، وينتهى إليها ما يهبط من فوق.

وفى بعض الأخبار: أن الملائكة تصعد بأعمال بنى آدم حتى إذا انتهوا إلى سدرة قبضت منهم، ولم يعلموا ما وراء ذلك.

وقد ذكر أبو عيسى القول الثانى الذى ذكرنا مسنداً إلى النبى ﷺ[1].

والقول الثالث: أن معنى المنتهى أنه ينتهى إليها مقام جبريل. وفى الآية قول آخر: وهو أن معنى قوله: ﴿ولقد رآه نزلة أخرى﴾ أى: رأى محمد ربه نزلة أخرى، وقد ذكرنا قول ابن عباس من قبل.

واختلف أصحاب رسول الله ﷺ ورضى عنهم فى هذا، فقال ابن مسعود وجماعة: إنه رأى جبريل ولم ير الله تعالى.

وعن مسروق قال: قالت عائشة -رضى الله عنها- من زعم ثلاثًا فقد أعظم الفرية، من زعم أن محمداً يعلم ما فى غد فقد أعظم الفرية؛ قال الله تعالى: ﴿إن الله عنده علم الساعة﴾[2] وذكرت الآية، ومن زعم أن محمداً كتم من الوحى فقد أعظم الفرية؛ قال الله تعالى: ﴿يا أيها الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك وإن لم تفعل فما بلغت رسالته﴾[3] ومن زعم أن محمداً رأى ربه فقد أعظم الفرية، قال الله تعالى: ﴿لا تدركه الأبصار...﴾[4] الآية[5].

وروى عكرمة عن ابن عباس: «أن محمداً ﷺ رأى ربه ليلة المعراج بعينه»[6].

وهو قول أنس وكعب الأحبار وجماعة كثيرة من التابعين منهم: الحسن، وعكرمة: أن الله قسم رؤيته وكلامه بين محمد وموسى، فكلم موسى مرتين، ورأى محمد ربه

---

(١) هو حديث عبد الله بن مسعود المتقدم قبل حديث.

(٢) لقمان: ٣٤.

(٣) المائدة: ٦٧.

(٤) الأنعام: ١٠٣.

(٥) تقدم تخريجه.

(٦) عزاه السيوطى فى الدر (٦/١٣٧) لابن مردويه.

المجلد التاسع
من
تفسير روح البيان

تأليف الامام العالم الفاضل والشيخ النحرير الكامل الجامع بين البواطن
والظواهر ومفخر الاماثل والاكابر خاتمة المفسرين وقدوة ارباب
الحقيقة واليقين فريد اوانه وقطب زمانه منبع جميع العلوم
مولانا ومولى الروم الشيخ اسماعيل حقي البروسوي
قدس سره العالي
المتوفى سنة ١١٣٧ هـ

دار إحياء التراث العربي
بيروت ـ لبنان

واضمحلت المعقول والفهوم والعلوم . يقول الفقير لاشك ان ما اوحى اليه عليه السلام
تلك الليلة على اقسام قسم اداه الى الكل وهو الاحكام والشرآئع وقسم اداه الى الخواص
وهو المعارف الالهية وقسم اداه الى اخص الخواص وهو الحقائق و نتائج العلوم الذوقية
وقسم آخر بقي معه لكونه مما خصه الله به وهو السر الذى بينه و بين الله المشار اليه بقوله لى
مع الله وقت الخ فانه محل مخصوص وسر مكتوم لايفشى وهكذا كل ورثته فان لهم نصيبا
من هذا المقام حيث ان بعض علومهم يرتحل معهم الى الآخرة ولا يوجد له محل يؤدى
اليه اما لكونه من خصائصهم واما لفقدان من يستعد لادآئه وذلك بحسب الزمان ولذا جاء
نبى فى الاولين وبقى معه الرسالة ولم يقبلها احد من امته لعدم الاستعداد فيهم وفى التأويلات
النجمية فى هذه الآية يشير الى ان الله تعالى من مقام جمعيته الجامعة لجميع المظهريات من غير
واسطة جبريل وواسطة ميكائيل اوحى اوتجلى فى صورة الوحى لعبده المضاف الى هاء هويته
المطلقة بحقائق من مقتضى حكم الوحدة والموحى به هوان وجودك يا محمد عين وجود
المتعين بأحدية جمع جميع الاعيان الظاهرة المشهودة والحقائق الباطنة الغيبية المفقودة فى عين
كونها موجودة مطلقا عن هذا التعين والجمع والاطلاق ما كذب الفؤاد ماراى . اعلم
ان المرئى ان كان صورة جبريل عليه السلام فالرؤية من رؤية المعين وان كان هو الله تعالى
على ماذهب اليه البعض فقد اختلفوا فى انه عليه السلام رأى الله تعالى ليلة الاسراء بقلبه
اوبعين رأسه فقال بعضهم جعل بصره فى فؤاده فرأه فى فؤاده فيكون المعنى ما كذب الفؤاد
ماراه الفؤاد اى لم يقل فؤاده له ان مارأيته هاجس شيطانى وانه ليس من شأنك ان ترى
الرب تعالى بل تيقن ان ماراه بفؤاده حق صحيح وقال بعضهم رأه بعينه لقوله عليه السلام
ان الله اعطى موسى الكلام واعطانى الرؤية وقوله عليه السلام رأيت ربى فى احسن صورة
اى صفة قال فى الكواشى هذا لاحجة فيه لانه يجوز انه اراد الرؤية بالقلب بأن زاده معرفة
على غيره . يقول الفقير اراد الرؤية فى مقابلة الكلام يدل على رؤية العين لان موسى
عليه السلام قدسألها ومنع منها فاقتضى ان يفضل النبى عليه السلام عليه بما منع منه وهو
الرؤية البصرية ولاشك ان الرؤية القلبية الحاصلة بالانسلاخ يشترك فيها جميع الانبياء حتى
الاولياء وقد صح ان موسى رأى ربه بعين قلبه حين خر فى الطور مغشيا عليه وحملها على
زيادة المعرفة لايجدى نفعا وكانت عائشة رضى الله عنها تقول من زعم بأن محمدا رأى ربه
فقد اعظم الفرية على الله قال فى كشف الاسرار قول عائشة نفى وقول ابن عباس بأنه رأى
اثبات والحكم للمثبت لاللنافى فالنافى انما نفاه لانه لم يسمعه والمثبت انما اثبته لانه سمعه
وعلمه انتهى وقول ابى ذر رضى الله تعالى عنه للنبى عليه السلام هل رأيت ربك قال نورانى
اراه بالنسبة الى تجرد الذات عن النسب والاضافات اى النور المجرد لايمكن رؤيته على
ماسبق تحقيقه وقال فى عين المعانى ولا يثبت مثل هذا اى الرؤية بالعين الا بالاجماع وفى
كشف الاسرار قال بعضهم رأه بقلبه دون عينه وهذا خلاف السنة والمذهب الصحيح انه
عليه السلام رأى ربه بعين رأسه انتهى وفى الكواشى يستحيل رؤيته هنا عقلا ومعتقد

(رؤية)

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

للإمام الحافظ

أحمد بن علي بن حجر

العسقلاني

٧٧٣ — ٨٥٢

الجزء الثامن

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
واستقصى أطرافه ، ونبه على أرقامها في كل حديث
محمد فؤاد عبد الباقي

المكتبة السلفية

عن الشعبي عن عبد الله بن الحارث بن نوفل عن كعب مثله ، قال ـ يعني الشعبي ـ فأتى مسروق عائشة فذكر الحديث فظهر بذلك سبب سؤال مسروق لعائشة عن ذلك . قوله (يا أمتاه) أصله يا أم والهاء للسكت فأضيف اليها ألف الاستغاثة فأبدلت تاء وزيدت هاء السكت بعد الالف . ووقع فى كلام الخطابى إذا نادوا قالوا يا أمة عند السكت ، وعند الوصل يا أمت بالمثناة ، فاذا فتحوا للندبة قالوا يا أمتاه والهاء للسكت . وتعقبه الكرمانى بأن قول مسروق يا أمتاه ليس للندبة إذ ليس هو تفجعا عليها ، وهو كما قال . قوله (هل رأى محمد ﷺ ربه ؟ قالت : لقد قف شعرى) أى قام من الفزع ، لما حصل عندها من هيبة الله واعتقدته من تنزيهه واستحالة وقوع ذلك ، قال النضر بن شميل القف بفتح القاف وتشديد الفاء كالقشعريرة ، وأصله التقبض والاجتماع ، لأن الجلد ينقبض عند الفزع فيقوم الشعر لذلك . قوله (أين أنت من ثلاث) ؟ أى كيف يغيب فهمك عن هذه الثلاث ؟ وكان ينبغى لك أن تكون مستحضرها ومعتقدا كذب من يدعى وقوعها . قوله (من حدثك أن محمدا ﷺ رأى ربه فقد كذب) تقدم فى بدء الخلق من رواية القاسم بن محمد عن عائشة « من زعم أن محمدا رأى ربه فقد أعظم » ولمسلم من حديث مسروق المذكور من طريق داود بن أبى هند عن الشعبى « فقد أعظم على الله الفرية » . قوله (ثم قرأت : لاتدركه الابصار) قال النووى تبعا لغيره : لم تنف عائشة وقوع الرؤية بحديث مرفوع ولو كان معها لذكرته ، وإنما اعتمدت الاستنباط على ما ذكرته من ظاهر الآية ، وقد خالفها غيرها من الصحابة ، والصحابى اذا قال قولا وخالفه غيره منهم لم يكن ذلك القول حجة اتفاقا والمراد بالادراك فى الآية الاحاطة ، وذلك لا ينافى الرؤية . انتهى . وجزمه بأن عائشة لم تنف الرؤية بحديث مرفوع تبع فيه ابن خزيمة فانه قال فى كتاب التوحيد من صحيحه : النفى لا يوجب علما ، ولم تحك عائشة أن النبى ﷺ أخبرها أنه لم ير ربه ، وإنما تأولت الآية . انتهى . وهو عجيب ، فقد ثبت ذلك عنها فى صحيح مسلم الذى شرحه الشيخ ، فعنده من طريق داود بن أبى هند عن الشعبى عن مسروق فى الطريق المذكورة قال مسروق « وكنت متكئا فجلست فقلت . ألم يقل الله ﴿ ولقد رآه نزلة أخرى ﴾ فقالت : أنا أول هذه الأمة سأل رسول الله ﷺ عن ذلك فقال : إنما هو جبريل » وأخرجه ابن مردويه من طريق أخرى عن داود بهذا الإسناد « فقالت : أنا أول من سأل رسول الله ﷺ عن هذا فقلت : يارسول الله هل رأيت ربك ؟ فقال : لا إنما رأيت جبريل منهبطا » نعم احتجاج عائشة بالآية المذكورة خالفها فيه ابن عباس ، فأخرج الترمذى من طريق الحكم بن أبان عن عكرمة عن ابن عباس قال « رأى محمد ربه ، قلت : أليس الله يقول ﴿ لاتدركه الابصار ﴾ ؟ قال : ويحك ذاك إذا تجلى بنوره الذى هو نوره ، وقد رأى ربه مرتين » وحاصله أن المراد بالآية نفى الاحاطة به عند رؤياه لا نفى أصل رؤياه . واستدل القرطبى فى « المفهم » لأن الادراك لا ينافى الرؤية بقوله تعالى حكاية عن أصحاب موسى ﴿ فلما تراءى الجمعان قال أصحاب موسى إنا لمدركون ، قال كلا ، وهو استدلال عجيب لان متعلق الادراك فى آية الانعام البصر، فلما نفى كان ظاهره نفى الرؤية ، بخلاف الادراك الذى فى قصة موسى ، ولولا وجود الاخبار بثبوت الرؤية ما ساغ العدول عن الظاهر . ثم قال القرطبى : الأبصار فى الآية جمع محلى بالألف واللام فيقبل التخصيص ، وقد ثبت دليل ذلك سمعا فى قوله تعالى ﴿ كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون ﴾ فيكون المراد الكفار بدليل قوله تعالى فى الآية الاخرى ﴿ وجوه يومئذ ناضرة ، الى ربها ناظرة ﴾ قال : واذا جازت فى الآخرة جازت فى الدنيا لتساوى الوقتين بالنسبة الى المرئى انتهى . وهو استدلال جيد . وقال عياض : رؤية الله سبحانه وتعالى جائزة

صحيح مسلم

وهو

المسند الصحيح المختصر من السنن
بنقل العدل عن العدل، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

خرج الأحاديث على باقي الصحاح والسنن الستة
ومسند الإمام أحمد ورقم الكتب والأبواب
وفقاً للمعجم المفهرس وتحفة الأشراف
وفهرس الأحاديث والآثار على

صدقي جميل العطار

للإمام الحافظ أبي
الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
المتوفى ٢٦١ هـ
رحمه الله تعالى

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

٣٢١/ 174 ـ **وحدّثني** أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبَّادٌ ـ وَهُوَ ابْنُ الْعَوَّامِ ـ، حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۝٩﴾ [النجم] قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ. [خ= ٤٨٥٦، ت= ٣٢٨٨].

٣٢٢/ 174م[1] ـ **حدّثنا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝١١﴾ [النجم]. قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

٣٢٣/ 174م[2] ـ **حدّثنا** عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ الشَّيْبَانِيِّ، سَمِعَ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ﴿لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ ءَايَٰتِ رَبِّهِ ٱلْكُبْرَىٰٓ ۝١٨﴾ [النجم]. قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ، لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

(77/76) ـ باب مَعْنَى قولِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ وهل رأى النَّبِيُّ ﷺ رَبَّهُ ليلةَ الإسراءِ؟ (٧٧/ ٧٦)

٣٢٤/ 175 ـ **حدّثنا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣﴾ [النجم]. قَالَ: رَأَى جِبْرِيلَ. [انفرد به].

٣٢٥/ 176 ـ **حدّثنا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَآهُ بِقَلْبِهِ. [انفرد به].

٣٢٦/ 176م[1] ـ **حدّثنا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، جَمِيعاً عَنْ وَكِيعٍ. قَالَ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحُصَيْنِ أَبِي جَهْمَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ﴿مَا كَذَبَ ٱلْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ۝١١﴾ [النجم] ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣﴾ [النجم]. قَالَ: رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ.

٣٢٧/ 176م[2] ـ **حدّثنا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، حَدَّثَنَا أَبُو جَهْمَةَ بِهَٰذَا الْإِسْنَادِ.

٣٢٨/ 177 ـ **حدّثني** زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنْتُ مُتَّكِئاً عِنْدَ عَائِشَةَ. فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَائِشَةَ، ثَلَاثٌ مَنْ تَكَلَّمَ بِوَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ، قُلْتُ: مَا هُنَّ؟ قَالَتْ: مَنْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّداً ﷺ رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ أَعْظَمَ عَلَى اللَّهِ الْفِرْيَةَ. قَالَ: وَكُنْتُ مُتَّكِئاً فَجَلَسْتُ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنْظِرِينِي وَلَا تَعْجَلِينِي. أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ بِٱلْأُفُقِ ٱلْمُبِينِ ۝٢٣﴾ [التكوير] ﴿وَلَقَدْ رَءَاهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۝١٣﴾ [النجم] فَقَالَتْ: أَنَا أَوَّلُ هَٰذِهِ الْأُمَّةِ سَأَلَ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: «**إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ، لَمْ أَرَهُ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ**

---

(177) **(أعظم على الله الفرية)** هي الكذب. **(أنظريني)** من الإنظار وهو التأخير والإمهال.

للإمام محمد الرازى فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

* * * * *

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

تمتاز هذه الطبعة بفهرس لآيات الاحكام

الجزء الثالث عشر

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

الفلانية والاستثناء يخرج من الكلام ما لولاه لوجب دخوله . فثبت أن عموم هذه الآية يفيد عموم النفي عن كل الأشخاص في جميع الاحوال . وذلك يدل على أن أحد لا يرى الله تعالى في شيء من الاحوال .

﴿ الوجه الثاني ﴾ في بيان أن هذه الآية تفيد العموم أن عائشة رضي الله عنها لما أنكرت قول ابن عباس في أن محمدا ﷺ رأى ربه ليلة المعراج تمسكت في نصرة مذهب نفسها بهذه الآية ، ولو لم تكن هذه الآية مفيدة للعموم بالنسبة إلى كل الاشخاص وكل الاحوال لما تم ذلك الاستدلال ، ولا شك أنها كانت من أشد الناس علما بلغة العرب . فثبت أن هذه الآية دالة على النفي بالنسبة إلى كل الاشخاص وذلك يفيد المطلوب .

﴿ الوجه الثاني ﴾ في تقرير استدلال المعتزلة بهذه الآية أنهم قالوا : إن ما قبل هذه الآية إلى هذا الموضع مشتمل على المدح والثناء ، وقوله بعد ذلك (وهو يدك الابصار) أيضا مدح وثناء فوجب أن يكون قوله (لا تدركه الابصار) مدحا وثناء ، وإلا لزم أن يقال : إن ما ليس بمدح وثناء وقع في خلال ما هو مدح وثناء ، وذلك يوجب الركاكة وهي غير لائقة بكلام الله .

إذا ثبت هذا فنقول : كل ما كان عدمه مدحا ولم يكن ذلك من باب الفعل كان ثبوته نقصا في حق الله تعالى ، والنقص على الله تعالى محال ، لقوله (لا تأخذه سنة ولا نوم) وقوله (ليس كمثله شيء) وقوله (لم يلد ولم يولد) إلى غير ذلك . فوجب أن يقال كونه تعالى مرئيا محال .

وأعلم أن القوم إنما قيدوا ذلك بما لا يكون من باب الفعل لأنه تعالى تمدح بنفي الظلم عن نفسه في قوله (وما الله يريد ظلما للعالمين) وقوله (وما ربك بظلام للعبيد) مع أنه تعالى قادر على الظلم عندهم ، فذكروا هذا القيد دفعنا لهذا النقض عن كلامهم . فهذه غاية تقرير كلامهم في هذا الباب .

والجواب عن الوجه الأول من وجوه : الأول : لا نسلم أن إدراك البصر عبارة عن الرؤية والدليل عليه : أن لفظ الادراك في أصل اللغة عبارة عن اللحوق والوصول قال تعالى (قال أصحاب موسى أنا لمدركون) أي لملحقون وقال (حتى إذا أدركه الغرق) أي لحقه ، ويقال : أدرك فلان فلانا ، وأدرك الغلام أي بلغ الحلم ، وأدركت الثمرة أي نضجت . فثبت أن الادراك هو الوصول إلى الشيء .

إذا عرفت هذا فنقول : المرئى إذا كان له حد ونهاية وأدركه البصر بجميع حدوده

وجوانبه ونهاياته . صار كان ذلك الابصار أحاط به فتسمى هذه الرؤية إدراكا ، أما إذا لم يحط البصر بجوانب المرئى لم تسم تلك الرؤية إدراكا . فالحاصل أن الرؤية جلس تحتها نوعان : رؤية مع الاحاطة . ورؤية لا مع الاحاطة . والرؤية مع الاحاطة هي المسماة بالادراك فنفى الادراك يفيد نفي نوع واحد من نوعي الرؤية ، ونفى النوع لا يوجب نفي الجنس . فلم يلزم من نفي الادراك عن الله تعالى نفي الرؤية عن الله تعالى ، فهذا وجه حسن مقبول في الاعتراض على كلام الخصم .

فان قالوا لما بينتم أن الادراك أمر مغاير الرؤية فقد أفسدتم على أنفسكم الوجوه الأربعة التي تمسكتم بها في هذه الأية في إثبات الرؤية على الله تعالى .

قلنا : هذا بعيد لأن الادراك أخص من الرؤية وإثبات الأخص يوجب الأعم . وأما نفي الأخص لا يوجب نفي الأعم . فثبت أن البيان الذي ذكرناه يبطل كلامكم ولا يبطل كلامنا .

﴿ **الوجه الثاني** ﴾ في الاعتراض أن نقول : هب أن الادراك بالبصر عبارة عن الرؤية ، لكن لم قلتم أن قوله لا تدركه الأبصار يفيد عموم النفي عن كل الأشخاص وعن كل الأحوال وفي كل الأوقات ؟ وأما الاستدلال بصحة الاستثناء على عموم النفي فمعارض بصحة الاستثناء عن جمع القلة مع أنها لا تفيد عموم النفي بل نسلم أنه يفيد العموم إلا أن نفي العموم غير ، وعموم النفي غير ، وقد دللنا على أن هذا اللفظ لا يفيد إلا نفي العموم ، وبينا أن نفي العموم يوجب ثبوت الخصوص ، وهذا هو الذي قررناه في وجه الاستدلال . وأما قوله إن عائشة رضي الله عنها تمسكت بهذه الآية في نفي الرؤية فنقول : معرفة مفردات اللغة إنما تكتسب من علماء اللغة ، فأما كيفية الاستدلال بالدليل فلا يرجع فيه إلى التقليد، وبالجملة فالدليل العقلي دل على أن قوله (لا تدركه الأبصار) يفيد نفي العموم وثبت بصريح العقل أن نفي العموم مغاير لعموم النفي ومقصودهم إنما يتم لو دلت الآية على عموم النفي ، فسقط كلامهم

﴿ **الوجه الثالث** ﴾ أن نقول صيغة الجمع كما تحمل على الاستغراق فقد تحمل على المعهود السابق أيضاً ، وإذا كان كذلك فقوله (لا تدركه الأبصار) يفيد أن الأبصار المعهودة في الدنيا لا تدركه ، ونحن نقول بموجبه فان هذه الأبصار وهذه الأحداق ما دامت تبقى على هذه الصفات التي هي موصوفة بها في الدنيا لا تدرك الله تعالى ، وإنما تدرك الله تعالى إذا تبدلت صفاتها وتغيرت أحوالها فلم قلتم أن عند حصول هذه التغيرات لا تدرك الله ؟

﴿ **الوجه الرابع** ﴾ سلمنا أن الأبصار البتة لا تدرك الله تعالى فلم لا يجوز حصول إدراك

عمدة القاري

شرح صحيح البخاري

للشيخ الامام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

المتوفي سنة ٨٥٥ هـ

الجزء الخامس عشر

قوبل على عدة نسخ خطية

دار الفكر

وحكى عبدالرزاق عن الحسن انه كان يحلف بالله لقد راى محمدربه وحكى النقاش عن احمدانا اقول بحديث ابن عباس بعينه راه حتى انقطع نفس احمد وقال الاشعرى وجماعة من اصحابه انه راه ببصره وعيني راسه وقال كل اية اوتيها نبي من الانبياء فقداوتى مثلها نبينا ﷺ وخص من بينهم بتفضيل الرؤية * فان قلت قال الله تعالى (لاتدركه الابصار) وقال (لن ترانى) قلت المراد بالادراك الاحاطة ونفى الاحاطة لايستلزم نفى نفس الرؤية وعن ابن عباس لا يحيط به ونحن نقول به وقيل لاتدركه ابصار الكفار وقيل لاتدركه الابصار وانما يدركه المبصرون وليس فى الشرع دليل قاطع على استحالة الرؤية ولا امتناعها اذ كل موجود فرؤيته جائزة غير مستحيلة واماقوله لن ترانى فمعناه فى الدنيا وذكر القاضى ابو بكر ان موسى عليه السلام راى ربه فلذلك صعق وان الجبل راى ربه فلذلك صار دكا استنبطه من قوله (ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف ترانى) ثم قال (فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا) فراه الجبل فصار دكا وراه موسى عليه السلام فصعق *

٤٥ ـ ﴿ حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قال حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بنُ أَبِى زَائِدَةَ عَنِ ابنِ الأَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِىِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قال قُلْتُ لعائِشَةَ رضى الله عنها فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيلُ كَانَ يَأْتِيهِ فى صُورَةِ الرَّجُلِ وإِنَّهُ أَتَاهُ هٰذِهِ المَرَّةَ فى صُورَتِهِ الَّتى هِىَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الأُفُقَ ﴾

محمد بن يوسف هذا هو ابو احمد البخارى البيكندى وقد جزم به ابو على الجيانى وابو اسامة حماد بن اسامة وابن الاشوع بفتح الهمزة وسكون الشين المعجمة وفتح الواو وفى اخره عين مهملة واسمه سعيد بن عمرو بن اشوع نسب الى جده والشعبى عامر بن شراحيل ومسروق بن الاجدع والحديث اخرجه مسلم فى الايمان عن محمد بن عبدالله ابن نمير عن ابى اسامة نحوه **قوله** «فاين» قوله ومعنى الفاء هنا اذا انكرت رؤيته فما معنى قوله ثم دنا فتدلى فقالت المراد به قربه من جبريل عليه الصلاة والسلام فان قلت ملاقاة جبريل عليه الصلاة والسلام كانت دائمة قلت لجبريل صورة خاصة خلق عليها لم يره رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى تلك الصورة الخلقية الا هذه المرة ومرة اخرى وقد ذكرناه عن قريب *

٤٦ ـ ﴿ حَدَّثَنَا مُوسَى قال حَدَّثَنَا جَرِيرٌ قال حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قال النَّبِىُّ ﷺ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِى قَالاَ الَّذِى يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وأَنَا جِبْرِيلُ وهٰذَا مِيكَائِيلُ ﴾

موسى هو ابن اسماعيل التبوذكى وجرير بفتح الجيم هو ابن حازم بن زيد ابو النصر الازدى البصرى وابو رجاء اسمه عمران بن ملحان ويقال ابن تيم ويقال ابن عبدالله العطاردى البصرى ادرك زمن النبى ﷺ ولم يره واسلم بعد الفتح واتى عليه مائة وعشرون سنة وقيل اكثر من ذلك والحديث مضى فى كتاب الجنائز فى باب مجرد بعد باب ماقيل فى اولاد المشركين مطولا بعين هذا الاسناد *

٤٧ ـ ﴿ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِى حَازِمٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ رضى اللهُ عنه قال قال رسولُ اللهِ صلى اللهُ عليهِ وسلَّم إذا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إلى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا المَلائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ ﴾

ابو عوانة الوضاح مضى عن قريب والاعمش سليمان وابو حازم بالحاء المهملة والزاى سلمان الاشجعى والحديث اخرجه ايضا فى النكاح عن محمد بن بشار واخرجه مسلم فى النكاح عن ابى بكر بن ابى شيبة وابى كريب

قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

کفارِ مکّہ کا مطالبہ

کفارِ مکّہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اگر آپ آسمان پر چڑھ جائیں اور ہمارے لئے ایک کتاب لے آئیں تب ہم آپ پر ایمان لائیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ایسی باتوں سے پاک ہے۔ یعنی وہ کبھی بھی کسی انسان کو جسم سمیت اوپر نہیں لے کر گیا اور میں تو صرف ایک بشر رسول ہوں۔ لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی طور پر آسمان پر جانے کے عقیدہ کو مانا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ نہ بشر ہیں نہ رسول۔

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

”یا تُو آسمان میں چڑھ جائے۔ مگر ہم تیرے چڑھنے پر بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تُو ہم پر ایسی کتاب اتارے جسے ہم پڑھ سکیں۔ تُو کہہ دے کہ میرا ربّ (ان باتوں سے) پاک ہے (اور) میں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں۔“ (بنی اسرائیل 94:17)

اگر قادیانی اس قسم کا دجل وفریب نہ کریں تو پھر ان کو کوئی قادیانی مرزائی کیوں کہے؟ اس آیت کریمہ میں اسی معجزہ معراج جسمانی کی دلیل موجود ہے جس کو قادیانی محرر نے اپنی جہالت سے چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي سے اللہ پاک اپنے محبوب نبی غیب داں ﷺ کے منہ سے کہلوا رہا ہے کہ اے محبوب ان کو فرما دو کہ میرا رب سبحان ہے میں خود آسمان پر نہیں جا سکتا لیکن میرا اللہ جو کہ سبحان ہے وہ مجھے خود لے جانے پر قادر ہے، اسی لیے سورہ اسراء کی ابتداء ہی اسی لفظ سبحان سے ہو رہی ہے اور وہاں لفظ ”اسراء“ آیا ہے جو کہ باب افعال سے ہے اور باب افعال کا خاصہ ہے کہ تعدیہ ہونا۔ مطلب اللہ پاک خود لے گیا اپنے محبوب کو۔

اب قارئین کرام فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کہاں پر خود جانا اور کہاں اللہ کا اپنے بندے کو لے جانا

زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر قادیانی محرر نے فقط مرزا قادیانی کذاب کے دجل وفریب پر پردہ ڈالنے کے لیے آیت کا معنیٰ ومفہوم ہی بدل کر رکھ دیا۔

آگے قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

مسجدِ حرام میں سوئے۔ جاگے تو وہیں تھے
صحیح بخاری میں مذکور مندرجہ ذیل حدیث پوری وضاحت سے یہ ثابت کر رہی ہے کہ یہ سارا نظارہ روحانی تھا۔ اس حدیث کے شروع میں کہا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ حرام میں سو رہے تھے۔ آپ کی آنکھیں تو بند تھیں لیکن دل جاگ رہا تھا۔ پھر اس حدیث کا اختتام ان الفاظ سے ہوتا ہے کہ پھر حضور جاگ گئے اور آپ مسجدِ حرام میں ہی تھے۔ چنانچہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سارا نظارہ دل نے دیکھا جو جاگ رہا تھا جبکہ آنکھیں سو رہی تھیں۔

''و هو نائم فی المسجد الحرام --- یریٰ قلبه و تنام عینه ولا ینام قلبه --- واستیقظ و هو فی المسجد الحرام''

''اور آپ مسجدِ حرام میں سو رہے تھے ---آپ کا دل دیکھ رہا تھا اور آپ کی آنکھیں سو رہی تھیں لیکن دل نہیں سو رہا تھا---اور آپ بیدار ہوئے تو مسجدِ حرام میں تھے۔'' (بخاری کتاب التوحید)

اس کا جواب امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور امام بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں دیا ہے۔ ہم اسے نقل کئے دیتے ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فاستيقظ وهو بالمسجد الحرام کے تحت فرماتے ہیں کہ:

وَأَقَلُّهُ قَوْلُهُ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَإِنْ حُمِلَ عَلَى ظَاهِرِهِ جَازَ أَنْ يَكُونَ نَامَ بَعْدَ أَنْ هَبَطَ مِنَ السَّمَاءِ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَجَازَ أَنْ يُؤَوَّلَ قَوْلُهُ اسْتَيْقَظَ أَيْ أَفَاقَ مِمَّا كَانَ فِيهِ فَإِنَّهُ كَانَ إِذا اوحي إِلَيْهِ يستغرق فِيهِ فَإِذَا انْتَهَى رَجَعَ إِلَى حَالَتِهِ الْأُولَى فَكَنَّى عَنْهُ بِالِاسْتِيقَاظِ (فتح الباری، احمد بن علی بن حجر العسقلانی، متوفیٰ 773ھ، جلد 13، صفحہ 481، مطبوعہ المكتبة السلفيه)

اس کا اقل، راوی کا یہ قول ہے کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں

تھے۔ اس قول کو ظاہر پر بھی محمول کرنا جائز ہے اور اس کی تاویل بھی کی جا سکتی ہے۔ ظاہر پر عمل کریں تو یہ کہیں گے کہ حضور ﷺ آسمان سے واپس تشریف لا کر مسجد حرام میں سو گئے۔ پھر جب آپ بیدار ہوئے تو مسجد حرام ہی میں تھے اور اگر تاویل کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ حضور ﷺ کو جب معراج کے حال سے افاقہ ہوا تو آپ مسجد حرام میں تھے کیونکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی ہوتی تھی تو آپ اس میں مستغرق ہو جاتے تھے۔ جب وحی ختم ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حالت استغراق سے افاقہ ہو جاتا تھا۔ بالکل یہی کیفیت معراج کے وقت ہوئی کہ جب تک حضور ﷺ معراج میں رہے حضور ﷺ پر وہ استغراق کا حال طاری رہا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد حرام میں واپس تشریف لائے تو وہ حالت زائل ہو گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ راوی نے ''استیقظ'' کہہ کر اسی سے کنایہ کیا ہے۔ (فتح الباری جلد 13 ص 481)

امام ابن حجر نے آگے چل کر اسی بارے میں امام قرطبی کا قول نقل کیا ہے جس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بیدار ہونا اس نیند سے ہے جو معراج سے واپس تشریف لا کر حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ کیونکہ معراج تمام رات نہیں ہوئی وہ تو بہت ہی قلیل ترین وقت میں واقع ہوئی تھی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام معراج سے واپس تشریف لا کر مسجد حرام میں سو گئے۔ صبح اٹھے تو مسجد حرام ہی میں جلوہ گر تھے۔

نیز احتمال ہے کہ استیقاظ بمعنی افاقہ ہو۔ کیونکہ ملاء اعلیٰ اور آیات کبریٰ کے مشاہدہ کا حال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایسا غالب تھا کہ بشریت اور عالم اجسام کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بالکل غیر متوجہ ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد حرام میں پہنچنے تک یہی حال رہا۔ جب مسجد حرام میں جلوہ گر ہوئے تو حال بشریت کی طرف رجوع فرمایا اور حالت سابقہ سے افاقہ ہوا۔ اس افاقہ کو راوی نے استیقظ سے تعبیر کیا اور کہا کہ حضور ﷺ کو ملاء اعلیٰ اور آیات کبریٰ کے حال سے افاقہ ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد حرام میں تھے اور حضور ﷺ کا قول مبارک کہ میں سویا ہوا تھا تو اس سے شب معراج میں جبریل علیہ السلام کے آنے سے پہلے خواب استراحت فرمانا ہے کیونکہ حضور ﷺ جبریل علیہ السلام کے آنے سے پہلے سو رہے تھے۔ جبریل علیہ السلام نے آ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جگایا۔ ایک اور روایت میں حضور ﷺ کا قول مبارک آیا ہے کہ انا بین النائم والیقظان اتانی الملک میں سونے جاگنے کے درمیان تھا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج کرانے کے لئے جس وقت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے تو اس وقت حضور علیہ السلام کی نیند مبارک ایسی ہلکی اور خفیف تھی کہ جسے سونے اور جاگنے کی درمیانی حالت سے تعبیر کیا جا سکتا تھا۔ جب جبریل علیہ السلام آئے تو انہوں نے اس خفیف نیند سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیدار کیا اور اس کے بعد بیداری میں حضور ﷺ معراج پر تشریف

لے گئے۔ (فتح الباری۔ عمدۃ القاری)

لہٰذا ثابت ہوا کہ تینوں میں سے ایک روایت بھی معراج منامی کی دلیل نہیں اور منکرین کا شبہ بالکل بے بنیاد ہے۔

رویا کی لغات اور رویا عین ومنام میں فرق

مفسرین کی ایک جماعت نے اس آیت کریمہ "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" (بنی اسرائیل:٦٠) میں لفظ رویا کا اطلاق حدیبیہ یا بدر کی رؤیا پر محمل فرمایا ہے۔ اس لئے کہ اس کو واقعہ معراج پر محمول کرنا حتمی اور یقینی امر نہ رہا۔ علاوہ ازیں لفظ رؤیا رویت بصری کے معنی میں بھی آتا ہے۔ خصوصاً رات میں جسمانی آنکھ سے دیکھنے کے معنی میں یہ لفظ اکثر استعمال ہوا ہے۔

مشہور اہل لغت عربی علامہ منظور افریقی فرماتے ہیں کہ:

قَالَ ابْنُ بَرِّيّ: وَقَدْ جَاءَ الرُّؤْيَا فِي اليَقْظَة؛ قَالَ الرَّاعِي:
فكَبَّر للرُّؤْيا وهَشَّ فُؤَادُه، ... وبَشَّر نَفْساً كَانَ قَبْلُ يَلُومُها
وَعَلَيْهِ فُسّرَ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْناكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ
؛ قَالَ وَعَلَيْهِ قَوْلُ أَبي الطَّيِّبِ:
ورُؤْيَاكَ أَحْلَى، فِي العُيون، مِنَ الغَمْضِ

ابن بری نے کہا: رویا جاگتے ہوئے آیا
راعی نے کہا:
اور اس نے بینائی (رویا) کو بڑھایا اور اس کا دل کمزور کر دیا،... اور نفس کو خوشخبری دی کہ اس سے پہلے کہ وہ اسے ملامت کرے
رویا بمعنی بیداری کی طرف اللہ پاک نے بھی توجہ دلائی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ:
وَما جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْناكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ
ابوطیب نے کہا:
اور آپ کا آنکھوں سے دیدار خواب سے کہیں زیادہ میٹھا ہے
(لسان العرب، ابن منظور الافریقی، متوفی 711ھ، جلد 14، صفحہ 297، مطبوعہ دار صادر بیروت)

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ:

(رُؤْيَا عين) ، قيد بِهِ للإشعار بِأَن الرُّؤْيَا بِمَعْنى الرُّؤْيَة فِي الْيَقَظَة.

رویا عین سے مراد یہ کہ یہ شاعر حضرات اپنی شاعری میں استعمال کرتے ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے کہ جاگتے ہوئے رویا دیکھنا۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ،ابو محمد محمود بن احمد بدرالدین العینی ،متوفیٰ 855ھ، جلد 17، صفحہ 30، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مشہور ادیب متنبی نے بھی کہا تھا کہ:

مضی اللیل والفضل الذی لک لا یمضی

ورؤیاک احلیٰ فی العیون من الغمض

رات ختم ہوگئی اور تیرا فضل ختم ہونے والا نہیں۔اور تیرا دیدار جمال آنکھوں میں نیند سے زیادہ میٹھا ہے۔

(دیوان متنبی، صفحہ 157، قافیۃ الضاد، مطبوعہ دار بیروت)

اس شعر میں لفظ ''رؤیا'' رویت بصری کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

علاوہ ازیں اسی آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے

کیونکہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ قرآن پاک نہ اٹھایا جائے ف۱۹۰ کہ اس نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا اور اس کو باقی و محفوظ رکھا اور آپ کو تمام بنی آدم کا سردار اور خاتم النبیین کیا اور مقام محمود عطا فرمایا ف۱۹۱ بلاغت اور حسن نظم و ترتیب اور علوم غیبیہ و معارف الٰہیہ میں کسی کمال میں ف۱۹۲ شانِ نزول مشرکین نے کہا تھا کہ ہم چاہیں تو اس قرآن کی مثل بنالیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی کہ خالق کے کلام کے مثل مخلوق کا کلام ہو ہی نہیں سکتا اگر وہ سب باہم مل کر کوشش کریں جب بھی ممکن نہیں کہ اس کلام کے مثل لا سکیں چنانچہ ایسا ہی ہوا تمام کفار عاجز ہوئے اور انہیں رسوائی اٹھانا پڑی اور وہ ایک سطر بھی قرآن کریم کے مقابل بناکر پیش نہ کر سکے ف۱۹۳ اور حق سے منکر ہونا اختیار کیا ف۱۹۴ شانِ نزول جب قرآن کریم کا اعجاز خوب ظاہر ہو چکا اور معجزات و اضحات نے حجت قائم کر دی اور کفار کے لئے کوئی جائے عذر باقی نہ رہی تو وہ لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے طرح طرح کی نشانیاں طلب کرنے لگے اور انھوں نے کہہ دیا کہ ہم ہرگز آپ پر ایمان نہ لائیں گے مروی ہے کہ کفار قریش کے سردار کعبہ معظمہ میں جمع ہوئے اور انھوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلوایا حضور تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آج گفتگو کر کے آپ سے معاملہ طے کر لیں تاکہ ہم پھر آپ کے حق میں معذور سمجھے جائیں عرب میں کوئی آدمی ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم پر وہ شدائد کئے ہوں جو آپ نے کئے ہیں آپ نے ہمارے باپ دادا کو برا کہا ہمارے دین کو عیب لگائے ہمارے دانشمندوں کو کم عقل ٹھہرایا معبودوں کی توہین کی جماعت متفرق کر دی کوئی برائی اٹھا نہ رکھی اس سے تمہاری غرض کیا ہے اگر تم مال چاہتے ہو تو ہم تمہارے لئے اتنا مال جمع کر دیں کہ ہماری قوم میں تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ اگر اعزاز چاہتے ہو تو ہم تمہیں اپنا سردار بنالیں اگر ملک و سلطنت چاہتے ہو تو ہم تمہیں بادشاہ تسلیم کر لیں یہ سب باتیں کرنے کے لئے ہم تیار ہیں اور اگر تمہیں کوئی دماغی بیماری ہو گئی ہے یا کوئی خلش ہو گیا ہے تو ہم تمہارا علاج کریں اور اس میں جس قدر خرچ ہو اٹھائیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے کوئی بات نہیں اور میں مال و سلطنت و سرداری کسی چیز کا طلبگار نہیں واقعہ صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا اور مجھ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور حکم دیا کہ میں تمہیں اس کے ماننے پر اللہ کی رضا اور نعمت آخرت کی بشارت دوں اور انکار کرنے پر عذاب الٰہی کا خوف دلاؤں میں نے تمہیں اپنے رب کا پیام پہونچایا اگر تم اسے قبول کرو تو یہ تمہارے لئے دنیا و آخرت کی خوش نصیبی ہے اور نہ مانو تو میں صبر کروں گا اور اللہ کے فیصلہ کا انتظار کروں گا اس پر ان لوگوں نے کہا کہ اے محمد (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر آپ ہمارے معروضات کو قبول نہیں کرتے ہیں تو ان پہاڑوں کو ہٹا دیجئے اور میدان صاف نکال دیجئے اور نہریں جاری کر دیجئے اور ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر دیجئے ہم ان سے پوچھ دیکھیں کہ آپ جو فرماتے ہیں کیا یہ سچ ہے اگر وہ کہہ دیں گے تو ہم مان لیں گے حضور نے فرمایا میں ان باتوں کے لئے نہیں بھیجا گیا جو پہونچانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں وہ میں نے پہونچا دیا اگر تم مانو تو تمہارا نصیب نہ مانو تو میں خدائی فیصلہ کا انتظار کروں گا کفار نے کہا پھر آپ اپنے رب سے عرض کر کے ایک فرشتہ بلوا لیجئے جو آپ کی تصدیق کرے اور اپنے لئے باغ اور محل اور سونے چاندی کے خزانے طلب کیجئے فرمایا میں اس لئے نہیں بھیجا گیا میں بشیر نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں اس پر کہنے لگے تو ہم پر آسمان گروا دیجئے اور بعضے ان میں سے یہ بولے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے نہ لائیے اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مجلس سے اٹھ آئے اور عبد اللہ

سبحٰن الذی ۱۵ — ۲۲ — بنی اسرآءیل ۱۷

ظَهِيرًا ﴿٨٨﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ

اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثل طرح طرح بیان فرمائی ف۱۹۲

فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٨٩﴾ وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ

تو اکثر آدمیوں نے نہ مانا مگر ناشکری کرنا ف۱۹۳ اور بولے کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تم ہمارے

لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ﴿٩٠﴾ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَ

لئے زمین سے کوئی چشمہ بہادو ف۱۹۴ یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو

عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ﴿٩١﴾ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا

پھر تم اس کے اندر بہتی نہریں رواں کرو یا تم ہم پر آسمان گرادو جیسا

زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ﴿٩٢﴾ أَوْ يَكُونَ

تم نے کہا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا اللہ اور فرشتوں کو ضامن لے آؤ ف۱۹۵ یا تمہارے

لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ

لئے طلائی گھر ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے

حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا

جب تک ہم پر ایک کتاب نہ اتارو جو ہم پڑھیں تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر

بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٣﴾ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَن يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ

آدمی اللہ کا بھیجا ہوا ف۱۹۶ اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی

ع ۱۰/۹/۱۰

إِلَّا أَن قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ

مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ف۱۹۷ تم فرماؤ اگر زمین میں فرشتے

مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا

ہوتے ف۱۹۸ چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے

صحيح البخاري

للإمام

أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

(١٩٤ - ٢٥٦هـ)

طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة

دار ابن كثير

دمشق - بيروت

عبدِ اللهِ رضي الله عنه قال: جاءَ حَبر من اليهود فقال: إنه إذا كان يومُ القيامة جعل اللهُ السمواتِ على إصبع والأرضين على إصبع والماء والثرى على إصبع والخلائقَ على إصبع ثم يهزُّهنَّ ثم يقول: أنا الملك أنا الملك، فلقد رأيت النبيَّ ﷺ يضحك حتى بَدَت نواجذُه تعجُّباً وتصديقاً لقوله، ثم قال النبي ﷺ ﴿وَمَا قَدَرُوا۟ ٱللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِۦ﴾ إلى قوله: ﴿يُشْرِكُونَ﴾.

[انظر الحديث: ٤٨١١، ٧٤١٤، ٧٤١٥، ٧٤٥١].

٧٥١٤ ـ حدَّثنا مسدَّدٌ حدَّثنا أبو عوانةَ عن قتادةَ عن صفوانَ بن مُحرز «أنَّ رجلاً سأل ابنَ عمر: كيف سمعتَ رسولَ الله ﷺ يقول في النجوى؟ قال: يدنو أحدُكم من ربِّه حتى يضع كنفه عليه فيقول: أعملْتَ كذا وكذا؟ فيقولُ: نعم، ويقول: عملتَ كذا وكذا؟ فيقول: نعم، فيقررهُ ثم يقول: إني سَترتُ عليك في الدنيا، وأنا أغفِرها لك اليوم».

وقال آدم: حدَّثنا شيبانُ حدَّثنا قتادةُ حدَّثنا صفوانُ عن ابن عُمرَ سمعتُ النبيَّ ﷺ.

[انظر الحديث: ٢٤٤١، ٤٦٨٥، ٦٠٧٠].

٣٧ ـ باب ما جاء في قوله عزَّ وجلَّ: ﴿وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا﴾

٧٥١٥ ـ حدَّثنا يحيى بن بُكير حدَّثنا الليثُ حدَّثنا عقيل عن ابن شهابٍ حدَّثنا حُميد بن عبد الرحمن «عن أبي هريرةَ أن النبي ﷺ قال: احتجَّ آدمُ وموسى، فقال موسى: أنت آدمُ الذي أخرجتَ ذريتَك من الجنَّة، قال آدمُ: أنتَ موسى الذي اصطفاكَ اللهُ برسالاتِهِ وكلامه ثم تلومُني على أمرٍ قدْ قدر عليَّ قبل أن أخلَق، فحجَّ آدمُ موسى».

[انظر الحديث: ٣٤٠٩، ٤٧٣٦، ٤٧٣٨، ٦٦١٤].

٧٥١٦ ـ حدَّثنا مسلم بن إبراهيمَ حدَّثنا هشامٌ حدَّثنا قتادة «عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسولُ الله ﷺ: يُجمع المؤمنون يومَ القيامة فيقولون لو استَشْفَعْنا إلى ربنا فيريحنا من مكانِنا هذا فيأتُون آدمَ فيقولونَ له: أنت آدمُ أبو البشر خلقكَ اللهُ بيده وأسجدَ لكَ الملائكة، وعلَّمك أسماء كل شيء، فاشفع لنا إلى ربنا حتى يُريحَنا فيقول لهم: لستُ هناكم، فيذكر لهم خطيئتَه التي أصابَ». [انظر الحديث: ٤٤، ٤٤٧٦، ٦٥٦٥، ٧٤١٠، ٧٤٤٠، ٧٥٠٩، ٧٥١٠].

٧٥١٧ ـ حدَّثنا عبدُ العزيز بن عبد اللهِ حدَّثني سليمانُ عن شريكِ بن عبد الله أنه قال: سمعتُ ابنَ مالك يقول ليلةَ أُسرِيَ برسولِ الله ﷺ من مسجدِ الكعبةِ: أنه جاءه ثلاثةُ نفرٍ قبل أن يوحى إليه وهو نائم في المسجد الحرام فقال أولهُم: أيُّهم هوَ؟ فقال أوسطُهم: هو خيرُهم، فقال أحدُهم: خذوا خيرهم، فكانت تلك الليلة فلم يَرَهُم حتى أتَوْهُ ليلةً أُخرَى فيما يرَى قلبُه

وتنام عينُه ولا ينام قلبُه ، وكذلكَ الأنبياء تنامُ أعينُهم ولا تنام قلوبُهم ، فلم يكلموهُ حتى احتَملوه فوضعوه عند بِئر زمزمَ فتولاّه منهمْ جبريلُ فشَق جبريل ما بين نحرِه إلى لبَّتِه حتى فرغ من صدره وجوفِه ، فغسلَه من ماء زمزمَ بيده حتى أنقى جوفهُ ثم أتَى بطَست من ذهب فيه تَوْرٌ من ذهب محشُوّاً إيماناً وحكمةً ، فحشا به صدْرَه ولغادِيدَه ـ يعني عُروق حلقهِ ـ ثم أطبقَهُ ثم عرَج به إلى السماء الدُّنيا فضربَ باباً من أبوابها ، فناداه أهلُ السماء : من هذا؟ فقال : جبريلُ ، قالوا : ومن معكَ؟ قال : معي محمدٌ ، قال : وقد بُعث؟ قال : نعم ، قالوا : فمرحباً به وأهلاً ، فيَستبشرُ به أهل السماء ، لا يعلمُ أهلُ السماء بما يريدُ اللهُ به في الأرض حتى يُعْلمهُم فوجدَ في السماء الدنيا آدمُ فقال له جبريلُ : هذا أبوكَ فسلِّم عليه فسلَّم عليه وردَّ عليه آدمُ وقال : مرحباً وأهلاً يا بني نِعم الابن أنت ، فإذا هو في السماء الدنيا بنَهرين يطَّرِدان ، فقال : ما هذان النهران يا جبريل؟ قال : هذان النِّيل والفراتُ عُنصُرُهما ثم مضى به في السماء فإذا بنهر آخرَ عليه قصْرٌ من لؤلؤ وزبرجَد فضربَ يدَه فإذا هو مسك أذفر قال : ما هذا يا جبريل؟ قال : هذا الكوثرُ الذي خَبَأ لك ربُّك ثم عَرَج إلى السماء الثانية فقالت الملائكة لهُ مثلَ ما قالتْ له الأولى ، من هذا؟ قال : جبريلُ ، قالوا : ومن معكَ؟ قال : محمدٌ ﷺ ، قالوا : وَقد بُعثَ إليه؟ قال : نعم ، قالوا : مرحباً به وأهلاً . ثم عرج به إلى السماء الثالثة وقالوا له مثلَ ما قالتِ الأولى والثانية ، ثم عرج به إلى الرابعةِ فقالوا له مثلَ ذلك ، ثم عرجَ به إلى السماء الخامسة فقالوا مثلَ ذلكَ ، ثم عرجَ به إلى السادسة فقالوا له مثل ذلك ، ثم عرج به إلى السماء السابعةِ فقالوا له مثل ذلك ، كلُّ سماء فيها أنبياءُ قد سمَّاهم فوَعيتُ منهم إدريسَ في الثانية وهارونَ في الرابعة وآخرَ في الخامسة لم أحفظ اسمَهُ ، وإبراهيمَ في السادسة وموسى في السابعة بفضل كلامه لله ، فقال موسى : رب لم أظنَّ أنْ ترفع عليَّ أحداً ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمهُ إلا اللهُ ، حتى جاء سِدْرة المنتهى ودنا الجبّارُ ربُّ العزَّةِ فتدلَّى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى فأوحَى الله فيما أوحَى خمسين صلاةً على أمَّتِكَ كلَّ يوم وليلة ، ثم هبَط حتى بلغ موسى ، فاحتبسَهُ موسى فقال : يا مُحمد ، ماذا عهد إليك ربُّكَ ؟ قال : عَهِدَ إليَّ خمسين صلاةً ، كلَّ يوم وليلة ، قال : إنَّ أمتكَ لا تستطيعُ ذلك ، فارجع فليخفف عنك ربك وعنهمْ ، فالتفت النبيُّ ﷺ إلى جبريل كأنه يستشيرُه في ذلك فأشار إليه جبريلُ أن نعم إن شئت ، فعلا به إلى الجبّار ، فقال وهو مكانهُ : يا رب خَفِّف عنّا فإنَّ أمتي لا تستطيعُ هذا فوضع عنه عشر صلوات ثمَّ رجع إلى موسى فاحتبسَه ، فلم يَزَل يُردِدُه موسى إلى ربه حتى صارت إلى خمس صَلوات ثم احتبسهُ موسى عند الخمسِ فقال : يا محمد واللهِ لقد راوَدْتُ بني إسرائيل قومي

على أدنى من هذا فضعُفُوا فتركوه ، فأُمتُكَ أضعفُ أجساداً وقُلوباً وأبداناً وأبصاراً وأسماعاً ، فارجع فلْيُخفِّف عنكَ ربكَ ، كلَّ ذلك يلْتَفِتُ النبيُّ ﷺ إلى جبريلَ ليُشيرُ عليه ولا يكرهُ ذلك جبريلُ ، فرفعَهُ عند الخامسةِ فقال : يا رب إنَّ أمَّتي ضُعفاءُ أجسادُهُم وقُلُوبُهم وأسماعُهم وأبدانهم فخفف عنَّا ، فقال الجبَّار : يا مُحمد ، قال : لبَّيك وسعدَيك ، قال : إنه لا يُبَدَّلُ القولُ لدي كما فرضتُ عليكَ في أم الكتاب قال : فكلُّ حسنةٍ بعشْرِ أمثالِها فهي خمسونَ في أم الكتاب وهي خمسٌ عليكَ ، فرجعَ إلى موسى فقال : كيف فعَلْتَ؟ فقال : خفَّف عنا ، أعطانا بكُل حسنةٍ عشرَ أمثالِها . قال موسى : قد والله راودتُ بني إسرائيلَ على أدنى من ذلك فتركوه ، ارجع إلى ربك فلْيُخفِّف عنك أيضاً ، قال رسولُ الله ﷺ : يا موسى قد واللهِ استَحييْتُ من ربي مما اختلَفْتُ إليه ، قال : فاهبِط باسم اللهِ ، واستَيْقظ وهو في مسجد الحرام» . [انظر الحديث : ٣٥٧ ، ٤٩٦٤ ، ٥٦١٠ ، ٦٥٨١] .

٣٨ ـ باب كلامِ الرب مع أهلِ الجنَّةِ

٧٥١٨ ـ حدَّثنا يحيى بن سليمانَ حدَّثني ابنُ وهب قال : حدَّثني مالكٌ عن زيدِ بن أسلَم عن عطاءِ بن يسار عن أبي سعيد الخُدري رضي الله عنه قال : «قال النبيُّ ﷺ : إن اللهَ يقولُ لأهل الجنةِ : يا أهلَ الجنةِ ، فيقولون لبيْك ربنا وسعدَيك ، والخير في يَديكَ ، فيقول : هل رضيتُم؟ فيقولون : وما لنا لا نرضى يا رب؟ وقد أعطيتنا ما لم تُعطِ أحداً من خلقك ، فيقول : ألا أُعطيكمُ أفضل من ذلك؟ فيقولون : يا ربّ وأيُّ شيء أفضلُ من ذلك؟ فيقول : أُحِلُّ عليكم رِضواني فلا أسخَطُ عليكم بعدَهُ أبداً» . [انظر الحديث : ٦٥٤٩] .

٧٥١٩ ـ حدَّثنا محمد بن سِنان حدَّثنا فُلَيح حدَّثنا هلالُ عن عطاءِ بن يسار «عن أبي هريرة أن النبيَّ ﷺ كان يوماً يُحدثُ وعندَه رجلٌ من أهلِ الباديةِ أن رجلاً من أهلِ الجنة استأذنَ ربَّهُ في الزَّرع فقال : أولستَ فيما شئتَ؟ قال : بلى ولكني أحبُّ أن أزرعَ ، فأسرعَ وبذر فتبادَرَ الطرفَ نباته واستواؤه واستحصاؤه وتكويرُه أمثالَ الجبال فيقول اللهُ تعالى : دونَك يابن آدم فإنه لا يُشبعُك شيءٌ ، فقال الأعرابيُّ : يا رسولَ الله لا تَجِد هذا إلا قُرشياً أو أنصاريّاً فإنَّهم أصحابُ زَرْعٍ فأما نحن فلَسنا بأصحابِ زَرْعٍ ، فضحِك رسولُ اللهِ» . [انظر الحديث : ٢٣٤٨] .

٣٩ ـ باب ذكر اللهِ بالأمر وذِكْر العبادِ بالدُّعاء والتَّضرُّع والرسالة والبلاغ

لقوله تعالى : ﴿ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ﴾ ، ﴿ ۞ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَٰقَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ فَعَلَى ٱللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوٓا۟ أَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل البخاري

للإمام الحافظ

أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

٧٧٣ — ٨٥٢

الجزء الثالث عشر

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
واستقصى أطرافه ، ونبه على أرقامها فى كل حديث
محمد فؤاد عبد الباقي

المكتبة السلفية

جزم ابن القيم فى هذا الحديث نفسه وأقوى ما يستدل به أن المعراج بعد البعثة قوله فى هذا الحديث نفسه أن جبريل قال لبواب السماء إذ قال له أبعث ؟ قال : نعم . فانه ظاهر فى أن المعراج كان بعد البعثة فيتعين ما ذكرته من التأويل وأقله قوله فاستيقظ وهو عند المسجد الحرام ، فان حمل على ظاهره جاز أن يكون نام بعد أن هبط من السماء فاستيقظ وهو عند المسجد الحرام ، وجاز أن يؤول قوله استيقظ أى أفاق مما كان فيه فانه كان إذا أوحى إليه يستغرق فيه فاذا انتهى رجع إلى حالته الأولى ، فكنى عنه بالاستيقاظ . **قوله** (فيما يرى قلبه وتنام عينه ولا ينام قلبه وكذلك الأنبياء) تقدم الكلام عليه فى الترجمة النبوية ، **قوله** (فلم يكلموه حتى احتملوه) تقدم وجه الجمع بين هذا وبين قوله فى حديث أبى ذر « فرج سقف بيتى » وقوله فى حديث مالك بن صعصعة بأنه كان فى الحطيم عند شرحه بناء على اتحاد قصة الإسراء ، أما إن قلنا إن الإسراء كان متعددا فلا إشكال أصلا . **قوله** (فشق جبريل ما بين نحره إلى لبته) بفتح اللام وتشديد الموحدة وهى موضع القلادة من الصدر ، ومن هناك تنحر الإبل ، وقد تقدم عند شرحه الرد على من أنكر شق الصدر عند الإسراء وزعم أن ذلك إنما وقع وهو صغير ، وبينت أنه ثبت كذلك فى غير رواية شريك فى الصحيحين من حديث أبى ذر ، وأن شق الصدر وقع أيضا عند البعثة كما أخرجه أبو داود الطيالسى فى مسنده وأبو نعيم والبيهقى فى دلائل النبوة ، وذكر أبو بشر الدولابى بسنده أنه ﷺ رأى فى المنام أن بطنه أخرج ثم أعيد فذكر ذلك لخديجة الحديث . وتقدم بيان الحكمة فى تعدد ذلك ووقع شق الصدر الكريم أيضاً فى حديث أبى هريرة حين كان ابن عشر سنين وهو عند عبد الله بن أحمد فى زيادات المسند ، وتقدم الإلمام بشىء من ذلك فى الترجمة النبوية ، ووقع فى الشفاء أن جبريل قال لما غسل قلبه : قلب سديد فيه عينان تبصران وأذنان تسمعان . **قوله** (ثم أتى بطست محشوا) كذا وقع بالنصب وأعرب بأنه حال من الضمير الجار والمجرور ، والتقدير بطست كائن من ذهب فنقل الضمير من اسم الفاعل إلى الجار والمجرور ، وتقدم فى « كتاب الصلاة » بلفظ « محشو » بالجر على الصفة لا إشكال فيه ، وأما قوله « إيمانا » فمنصوب على التمييز ، وقوله « وحكمة » معطوف عليه . **قوله** (بطست من ذهب فيه تور من ذهب) التور بمثناة تقدم بيانه فى « كتاب الوضوء » وهذا يقتضى أنه غير الطست ، وأنه كان داخل الطست ، فقد تقدم فى أوائل الصلاة فى شرح حديث أبى ذر فى الإسراء أنهم غسلوه بماء زمزم ، فان كانت هذه الزيادة محفوظة احتمل أن يكون أحدهما فيه ماء زمزم والآخر هو المحشو بالإيمان ، واحتمل أن يكون التور ظرف الماء وغيره ، والطست لما يصب فيه عند الغسل صيانة له عن التبدد فى الأرض وجريا له على العادة فى الطست وما يوضع فيه الماء . **قوله** (لحشى به صدره) فى رواية الكشميهنى « لحشا » بفتح الحاء والشين . « وصدره » بالنصب ولغيره بضم الحاء وكسر الشين وصدره بالرفع . **قوله** (ولغاديده) بغين معجمة فسره فى هذه الرواية بأنها عروق حلقه ، وقال أهل اللغة هى اللحمات التى بين الحنك وصفحة العنق ، واحدها لغدود ولغديد ، ويقال له أيضاً لغد وجمعه ألغاد ، **قوله** (ثم أطبقه ثم عرج به إلى السماء الدنيا) إن كانت القصة متعددة فلا إشكال وإن كانت متحدة ففى هذا السياق حذف تقديره ثم أركبه البراق إلى بيت المقدس ، ثم أتى بالمعراج كما فى حديث مالك بن صعصعة « فغسل به قلبى ثم حشى ثم أعيد ثم أتيت بدابة فحملت عليه فانطلق بى جبريل حتى أتى السماء الدنيا » وفى سياقه أيضاً حذف تقديره « حتى أتى بى بيت المقدس ثم أتى بالمعراج » كما فى رواية ثابت عن أنس رفعه : « أتيت بالبراق فركبته حتى أتى بى بيت المقدس فربطته ، ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين

شرح صحيح البخاري

للشيخ الامام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

المتوفي سنة ٨٥٥ هـ

الجزء الخامس عشر

قوبل على عدة نسخ خطية

دار الفكر

وحكى عبدالرزاق عن الحسن انه كان يحلف بالله لقد راى محمد ربه وحكى النقاش عن احمد انا اقول بحديث ابن عباس بعينه راه حتى انقطع نفس احمد وقال الاشعرى وجماعة من اصحابه انه راه ببصره وعينى راسه وقال كل اية اوتيها نبي من الانبياء فقد اوتي مثلها نبينا ﷺ وخص من بينهم بتفضيل الرؤية * فان قلت قال الله تعالى (لاتدركه الابصار) وقال (لن ترانى) قلت المراد بالادراك الاحاطة ونفى الاحاطة لايستلزم نفى نفس الرؤية وعن ابن عباس لا يحيط به ونحن نقول به وقيل لاتدركه ابصار الكفار وقيل لاتدركه الابصار وانما يدركه المبصرون وليس فى الشرع دليل قاطع على استحالة الرؤية ولا امتناعها اذ كل موجود فرؤيته جائزة غير مستحيلة واما قوله لن ترانى فمعناه في الدنيا وذكر القاضي ابو بكر ان موسى عليه السلام راى ربه فلذلك صعق وان الجبل راى ربه فلذلك صار دكا استنبطه من قوله (ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف ترانى) ثم قال (فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا) فراه الجبل فصار دكا وراه موسى عليه السلام فصعق *

٤٥ ـ ﴿ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بنُ يُوسُفَ قال حَدَّثَنا أَبُو أُسامَةَ قال حَدَّثَنا زَكَرِيَّاءُ بنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ ابنِ الأَشْوَعِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قال قُلْتُ لِعائِشَةَ رضى الله عنها فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنا فَتَدَلَّى فَكانَ قابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قالَتْ ذاكَ جِبْرِيلُ كانَ يَأْتِيهِ فى صُورَةِ الرَّجُلِ وإِنَّهُ أَتاهُ هٰذِهِ المَرَّةَ فى صُورَتِهِ الَّتِى هِىَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الأُفُقَ ﴾

محمد بن يوسف هذا هو ابو احمد البخارى البيكندى وقد جزم به ابو على الجيانى وابو اسامة حماد بن اسامة وابن الاشوع بفتح الهمزة وسكون الشين المعجمة وفتح الواو وفى اخره عين مهملة واسمه سعيد بن عمرو بن اشوع نسب الى جده والشعبي عامر بن شراحيل ومسروق بن الاجدع والحديث اخرجه مسلم فى الايمان عن محمد بن عبدالله ابن نمير عن ابى اسامة نحوه **قوله** «فاين» قوله ومعنى الفاء هنا اذا انكرت رؤيته فمامعنى قوله ثم دنا فتدلى فقالت المراد به قربه من جبريل عليه الصلاة والسلام فان قلت ملاقاة جبريل عليه الصلاة والسلام كانت دائمة قلت لجبريل صورة خاصة خلق عليها لم يره رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فى تلك الصورة الخلقية الا هذه المرة ومرة اخرى وقد ذكرناه عن قريب *

٤٦ ـ ﴿ حَدَّثَنا مُوسَى قال حَدَّثَنا جَرِيرٌ قال حَدَّثَنا أَبُو رَجاءٍ عَنْ سَمُرَةَ قال قال النَّبِيُّ ﷺ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيانِي قالا الَّذِي يُوقِدُ النّارَ مالِكٌ خازِنُ النّارِ وأَنا جِبْرِيلُ وهٰذا مِيكائِيلُ ﴾

موسى هو ابن اسماعيل التبوذكى وجرير بفتح الجيم هو ابن حازم بن زيد ابو النصر الازدى البصرى وابو رجاء اسمه عمران بن ملحان ويقال ابن تيم ويقال ابن عبدالله العطاردى البصرى ادرك زمن النبى ﷺ ولم يره واسلم بعد الفتح واتى عليه مائة وعشرون سنة وقيل اكثر من ذلك والحديث مضى فى كتاب الجنائز فى باب مجرد بعد باب ماقيل فى اولاد المشركين مطولا بعين هذا الاسناد *

٤٧ ـ ﴿ حَدَّثَنا مُسَدَّدٌ قال حَدَّثَنا أَبُو عَوانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى اللهُ عنه قال قال رسولُ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلّم إذا دَعا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إلى فِراشِهِ فَأَبَتْ فَباتَ غَضْبانَ عَلَيْها لَعَنَتْها المَلائِكَةُ حَتّى تُصْبِحَ ﴾

ابو عوانة الوضاح مضى عن قريب والاعمش سليمان وابو حازم بالحاء المهملة والزاى سلمان الاشجعى والحديث اخرجه ايضا فى النكاح عن محمد بن بشار واخرجه مسلم فى النكاح عن ابى بكر بن ابى شيبة وابى كريب

بشرح صحيح الإمام ابى عبد الله محمد بن إسمعيل البخارى

للإمام الحافظ

أحمد بن على بن حجر

العسقلانى

٧٧٣ — ٨٥٢

الجزء الثامن

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
واستقصى أطرافه ، ونبه على أرقامها فى كل حديث

محمد فؤاد عبد الباقى

المكتبة السلفية

عن الشعبي عن عبد الله بن الحارث بن نوفل عن كعب مثله ، قال ـ يعني الشعبي ـ فأتى مسروق عائشة فذكر الحديث فظهر بذلك سبب سؤال مسروق لعائشة عن ذلك . قوله (يا أمتاه) أصله يا أم والهاء للسكت فأضيف اليها ألف الاستغاثة فأبدلت تاء وزيدت هاء السكت بعد الالف . ووقع فى كلام الخطابى إذا نادوا قالوا يا أمة عند السكت ، وعند الوصل يا أمت بالمثناة ، فاذا فتحوا للندبة قالوا يا أمتاه والهاء للسكت . وتعقبه الكرمانى بأن قول مسروق يا أمتاه ليس للندبة إذ ليس هو تفجعا عليها ، وهو كما قال . قوله (هل رأى محمد ﷺ ربه ؟ قالت : لقد قف شعرى) أى قام من الفزع ، لما حصل عندها من هيبة الله واعتقدته من تنزيهه واستحالة وقوع ذلك ، قال النضر بن شميل القف بفتح القاف وتشديد الفاء كالقشعريرة ، وأصله التقبض والاجتماع ، لأن الجلد ينقبض عند الفزع فيقوم الشعر لذلك . قوله (أين أنت من ثلاث) ؟ أى كيف يغيب فهمك عن هذه الثلاث ؟ وكان ينبغى لك أن تكون مستحضرها ومعتقدا كذب من يدعى وقوعها . قوله (من حدثك أن محمدا ﷺ رأى ربه فقد كذب) تقدم فى بدء الخلق من رواية القاسم بن محمد عن عائشة « من زعم أن محمدا رأى ربه فقد أعظم » ولمسلم من حديث مسروق المذكور من طريق داود بن أبى هند عن الشعبى « فقد أعظم على الله الفرية » . قوله (ثم قرأت : لاتدركه الابصار) قال النووى تبعا لغيره : لم تنف عائشة وقوع الرؤية بحديث مرفوع ولو كان معها لذكرته ، وإنما اعتمدت الاستنباط على ما ذكرته من ظاهر الآية ، وقد خالفها غيرها من الصحابة ، والصحابى اذا قال قولا وخالفه غيره منهم لم يكن ذلك القول حجة اتفاقا والمراد بالادراك فى الآية الاحاطة ، وذلك لا ينافى الرؤية . انتهى . وجزمه بأن عائشة لم تنف الرؤية بحديث مرفوع تبع فيه ابن خزيمة فانه قال فى كتاب التوحيد من صحيحه : النفى لا يوجب علما ، ولم تحك عائشة أن النبى ﷺ أخبرها أنه لم ير ربه ، وإنما تأولت الآية . انتهى . وهو عجيب ، فقد ثبت ذلك عنها فى صحيح مسلم الذى شرحه الشيخ ، فعنده من طريق داود بن أبى هند عن الشعبى عن مسروق فى الطريق المذكورة قال مسروق « وكنت متكئا فجلست فقلت . ألم يقل الله ﴿ ولقد رآه نزلة أخرى ﴾ فقالت : أنا أول هذه الأمة سأل رسول الله ﷺ عن ذلك فقال : إنما هو جبريل » وأخرجه ابن مردويه من طريق أخرى عن داود بهذا الإسناد « فقالت : أنا أول من سأل رسول الله ﷺ عن هذا فقلت : يارسول الله هل رأيت ربك ؟ فقال : لا إنما رأيت جبريل منهبطا » نعم احتجاج عائشة بالآية المذكورة خالفها فيه ابن عباس ، فأخرج الترمذى من طريق الحكم بن أبان عن عكرمة عن ابن عباس قال « رأى محمد ربه ، قلت : أليس الله يقول ﴿ لاتدركه الابصار ﴾ ؟ قال : ويحك ذاك إذا تجلى بنوره الذى هو نوره ، وقد رأى ربه مرتين » وحاصله أن المراد بالآية نفى الاحاطة به عند رؤياه لا نفى أصل رؤياه . واستدل القرطبى فى « المفهم » لأن الادراك لا ينافى الرؤية بقوله تعالى حكاية عن أصحاب موسى ﴿ فلما تراءى الجمعان قال أصحاب موسى إنا لمدركون ﴾ قال كلا ، وهو استدلال عجيب لان متعلق الادراك فى آية الانعام البصر ، فلما نفى كان ظاهره نفى الرؤية ، بخلاف الادراك الذى فى قصة موسى ، ولولا وجود الاخبار بثبوت الرؤية ما ساغ العدول عن الظاهر . ثم قال القرطبى : الأبصار فى الآية جمع محلى بالألف واللام فيقبل التخصيص ، وقد ثبت دليل ذلك سمعا فى قوله تعالى ﴿ كلا انهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون ﴾ فيكون المراد الكفار بدليل قوله تعالى فى الآية الاخرى ﴿ وجوه يومئذ ناضرة ، الى ربها ناظرة ﴾ قال : واذا جازت فى الآخرة جازت فى الدنيا لتساوى الوقتين بالنسبة الى المرئى انتهى . وهو استدلال جيد . وقال عياض : رؤية الله سبحانه وتعالى جائزة

لسان العرب

للإمام العلامة أبي الفضل جمال الدين محمد بن مكرم
ابن منظور الافريقي المصري

المجلد الرابع عشر

دار صادر
بيروت

المِرآةَ لِيَنْظُر فيها . وأَرْأَى الرجلُ إذا تراءى في المِرآة ؛ وأنشد ابن بري لشاعر :

إذا الفتى لم يَرْكَبِ الأَهْوالا ،
فأَعْطِهِ المِرآةَ والمِكْحالا ،
واسْعَ له وعُدَّهُ عِيالا

والرُّؤْيا : ما رأَيْتَه في منامِك ، وحكى الفارسي عن أبي الحسن رُيًّا ، قال : وهذا على الإدغام بعد التخفيف البدلي ، شبهوا واو رُويا التي هي في الأَصل همزة مخففة بالواو الأَصلية غير المقدَّر فيها الهمز ، نحو لَوَيْتُ لَيًّا وشَوَيْتُ شَيًّا ، وكذلك حكى أيضاً رِيًّا ، أتبع الياء الكسرة كما يفعل ذلك في الياء الوضعية . وقال ابن جني : قال بعضهم في تخفيف رُؤْيا رِيًّا ، بكسر الراء ، وذلك أَنه لما كان التخفيف يصيِّرها إلى رُويَا ثم شبهت الهمزة المخففة بالواو المخلصة نحو قولهم قَرْنٌ أَلْوَى وقُرُونٌ لُيٌّ وأَصلها لُوْيٌ ، فقلبت الواو إلى الياء بعدها ولم يكن أَقيسُ القولين قَلْبَها ، كذلك أَيضاً كسرت الراء فقيل رِيًّا كما قيل قُرون لِيٌّ ، فنظير قلب واو رؤيا إلحاقُ التنوين ما فيه اللامُ ، ونظير كسر الراء إبدالُ الأَلف في الوقف على المنوّن المنصوب مما فيه اللام نحو العِتابا ، وهي الرُّؤَى . ورأَيتُ عنك رُؤًى حَسَنَةً : حَلَمْتُها . وأَرْأَى الرجلُ إذا كثرت رُؤَاهُ ، بوزن رُعاهُ ، وهي أَحلامه ، جمعُ الرُّؤْيا . ورأَى في منامه رُؤْيا ، على فُعْلَى بلا تنوين ، وجمعُ الرُّؤْيا رُؤًى ، بالتنوين ، مثل رُعًى ؛ قال ابن بري : وقد جاء الرُّؤْيا في اليَقَظَة ؛ قال الراعي :

فكَبَّرَ للرُّؤْيا وهَشَّ فُؤَادُه ،
وبَشَّرَ نَفْساً كان قَبْلُ يَلُومُها

وعليه فسر قوله تعالى : وما جعلنا الرُّؤْيا التي أَرَيْناكَ إلا فِتْنَةً للناس ؛ قال وعليه قول أَبي الطَّيِّبِ :

ورُؤْياكَ أَحْلَى ، في العُيون ، من الغَمْضِ

التهذيب : الفراء في قوله ، عز وجل : إن كنتم للرُّؤْيا تَعْبُرُونَ ؛ إذا تَرَكَتِ العربُ الهمز من الرؤيا قالوا الرُّويا طلباً للخفة ، فإذا كان من شأْنهم تحويلُ الواو إلى الياء قالوا : لا تقصص رُيَّاكَ ، في الكلام ، وأَما في القرآن فلا يجوز ؛ وأَنشد أَبو الجراح :

لَعِرْضٌ من الأَعْراض يُمْسِي حَمامُه ،
ويُضْحِي على أَفنانِه الغِينِ يَهْتِفُ
أَحَبُّ إلى قَلْبِي من الدِّيكِ رُيَّةً[1]
وبابٍ ، إذا ما مالَ للغَلْقِ يَصْرِفُ

أَراد رُؤْيةً ، فلما ترك الهمز وجاءت واو ساكنة بعدها ياء تحولتا ياء مشددة ، كما يقال لَوَيْتُه لَيًّا وكَوَيْتُه كَيًّا ، والأَصل لَوْياً وكَوْياً ؛ قال : وإن أَشرتَ فيها إلى الضمة فقلت رُيًّا فرفعت الراء فجائز ، وتكون هذه الضمة مثل قوله وحُيِلَ وسُيِقَ بالإشارة . وزعم الكسائي أَنه سمع أَعرابياً يقرأُ : إن كنتم للرُّيَّا تَعْبُرون . وقال الليث : رأَيتُ رُيًّا حَسَنَة ، قال : ولا تُجْمَعُ الرُّؤْيا ، وقال غيره : تجمع الرُّؤْيا رُؤًى كما يقال عُلْياً وعُلًى .

والرَّئِيُّ والرِّئِيُّ : الجِنِّيُّ يراه الإنسانُ . وقال اللحياني : له رَئِيٌّ من الجن ورِئِيٌّ إذا كان يُحِبه ويُؤالِفه ، وتميم تقول رِئِيٌّ ، بكسر الهمزة والراء ، مثل سِعيد وبِعير . الليث : الرَّئِيُّ جِنِّيٌّ يتعرض للرجل يُرِيه كهانة وطِبّاً ، يقال : مع فلان رَئِيٌّ . قال ابن الأَنباري : به رَئِيٌّ من الجن بوزن رَعِيٍّ ، وهو الذي يعتاد الإنسانَ من الجنّ . ابن الأَعرابي :

[1] قوله « رية » تقدم في مادة عرض : رنة ، بالراء المفتوحة والنون ، ومثله في ياقوت .

عمدة القاري

شرح صحيح البخاري

للشيخ الامام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني
المتوفى سنة ٨٥٥ هـ

الجزء السابع عشر

المشهور باسم العينى على البخارى

قوبل على عدة نسخ خطية

دار الفكر

بطلب التخفيف دون ابراهيم عليه السلام مع ان للنبى ﷺ من الاختصاص بابراهيم ازيد مما له من موسى لمقام الابوة و رفعة المنزلة والاتباع فى الملة *

۳۷۱ ـ ﴿ حدثنا الحُمَيْدِيُّ حدثنا سُفْيانُ حدثنا عَمْرٌو عن عِكْرِمَةَ عن ابنِ عبّاسٍ رضى الله عنهما فى قَوْلِهِ تعالى وما جَعَلْنا الرُّؤْيا الّتِي أَرَيْناكَ إلاَّ فِتْنَةً لِلنّاسِ قال هِىَ رُؤْيا عَيْنٍ أُرِيها رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إلى بَيْتِ المَقْدِسِ ﴾

مطابقته للترجمة ظاهرة والحميدى عبد الله بن الزبير وقد تكرر ذكره وسفيان هو ابن عيينة وعمرو هو ابن دينار والحديث اخرجه البخارى ايضا عن الحميدى فى القدر وفى التفسير عن على بن عبد الله واخرجه الترمذى فى التفسير عن محمد بن يحيى واخرجه النسائى فيه عن محمد بن منصور قوله فى قوله تعالى اى فى تفسير قوله تعالى (الافتنة) اى بلاء قاله سعيد بن المسيب قوله « رؤيا عين » قيد به للاشعار بان الرؤيا بمعنى الرؤية فى اليقظة وقال الزمخشرى تعلق بهذه الاية من قال كان الاسراء فى المنام ومن قال كان الاسراء فى اليقظة فسر الرؤيا بالرؤية ويقال قد اثبت الله تعالى فى القرآن رؤيا القلب فقال (ما كذب الفؤاد ما راى) ورؤيا العين فقال (ما زاغ البصر وما طغى لقد راى الآية وروى الطبرانى فى الاوسط باسناد قوى عن ابن عباس قال راى محمد ربه مرتين ومن وجه آخر قال نظر محمد الى ربه جعل الكلام لموسى والخلة لابراهيم والنظر لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم فظهر من ذلك ان مراد ابن عباس ههنا رؤيا العين وفيه رد لمن قال المراد بالرؤيا فى هذه الآية رؤياه صلى الله تعالى عليه وسلم انه دخل المسجد الحرام المشار اليها بقوله تعالى (لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق) قال هذا القائل والمراد بقوله فتنة للناس ما وقع من صد المشركين له فى الحديبية عن دخول المسجد الحرام انتهى قيل هذا وان كان ممكنا ان يكون المراد لكن الاعتماد فى تفسيرها على ترجمان القرآن اولى والله اعلم *

﴿ قال والشَّجَرَةَ المَلْعُونَةَ فى القُرْآنِ قال هِىَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ﴾

اراد بهذا تفسير الشجرة المذكورة فى بقية الآية المذكورة وهذا التفسير مروى عن سعيد بن جبير ومجاهد وعكرمة والضحاك وقالوا ايضا ما جعل رؤياه التى راها صلى الله تعالى عليه وسلم الافتنة للناس لان جماعة ارتدوا وقالوا كيف يسرى به الى بيت المقدس فى ليلة واحدة وقالوا فى الشجرة كيف تكون فى النار ولا تاكلها النار فكان فى ذلك فتنة لقوم واتصار القوم منهم الصديق رضى الله تعالى عنه وقيل انما سمى الصديق حينئذ ومعنى كونها ملعونة للعن آكلها وقيل العرب تقول لكل طعام ضار مكروه ملعون والزقوم ما وصفه الله تعالى فى كتابه العزيز فقال (انها شجرة تخرج فى اصل الجحيم طلعها كانه رؤس الشياطين)وهو فعول من الزقم وهو اللقم الشديد والشرب المفرط وفى الحديث ان اباجهل قال ان محمدا يخوفنا شجرة الزقوم هاتوا الزبد والتمر وتزقموا اى كلوا وقيل اكل الزبد والتمر بلغة افريقية الزقوم *

﴿ باب وُفُودِ الأنْصارِ إلى النبيِّ ﷺ بِمَكَّةَ وبَيْعَةِ العَقَبَةِ ﴾

اى هذا باب فى بيان وفود الانصار اى قدومهم الى النبى صلى الله تعالى عليه واله وسلم وهو بمكة قوله « وبيعة العقبة » اى التى ينسب اليها جمرة العقبة وهى بمنى كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعرض نفسه على القبائل فى كل موسم وانه اتى كندة وبنى حنيفة وبنى كلب وبنى عامر بن صعصعة وغيرهم فلم يجب احد منهم الى ما سال وقال موسى بن عقبة عن الزهرى كان يقول لهم لا اكره احدا منكم على شىء بل اريد ان تمنعوا من يؤذينى حتى ابلغ رسالة ربى فلا يقبله احد بل يقولون قوم الرجل اعلم به فبينا هو عند العقبة اذ لقى رهطا من الخزرج

ديوان المتنبّي

دار بيروت
للطباعة والنشر
بيروت

فدتك الخيل

قال فيه مرتجلا :

فَدَتْكَ الخَيلُ وهيَ مُسَوَّماتُ   وبِيضُ الهِنْدِ وهيَ مُجَرَّداتُ
وَصَفْتُكَ في قَوافٍ سائِراتٍ   وقَدْ بَقِيَتْ وإنْ كَثُرَتْ صِفاتُ
أفاعِيلُ الوَرَى مِنْ قَبْلُ دُهْمٌ   وفِعْلُكَ في فِعالِهِمِ شِيَاتُ[1]

أحلى في العيون من الغمض

وقام منصرفاً في الليل فقال :

مضَى اللّيلُ والفضْلُ الذي لكَ لا يمضي   ورُؤْياكَ أحلى في العيونِ من الغُمضِ
على أنّني طُوِّقْتُ مِنْكَ بنِعْمَةٍ   شَهيدٌ بها بعضِي لغَيري على بَعضِي
سَلامُ الذي فَوْقَ السّماواتِ عَرْشُهُ   تُخَصّ به يا خيرَ ماشٍ على الأرْضِ

[1] الدهم : السود . الشيات جمع شية : لون يخالف بقية لون الجلد .

قادیانی محرر لکھتا ہے کہ:

آپ کا جسم غائب نہیں ہوا
حضرت عائشہ صدیقہؓ خدا کی قسم کھا کر بیان فرماتی ہیں کہ معراج میں حضور کا جسم غائب نہیں ہوا تھا۔
وَ اللّٰہِ مَا فُقِدَ جَسَدَ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلمِ وَلٰکِن عُرِجَ بِرُوحِہ (تفسیر کشّاف)
اللہ کی قسم (معراج میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم غائب نہیں ہوا تھا بلکہ آپ کی روح کے ذریعے معراج ہوئی تھی۔

علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ:

واستدل القائلون بأنها رؤيا منام أيضًا بقول عائشة: "ما فقد جسده الشريف".
وأجيب بأن عائشة لم تحدث به عن مشاهدة؛ لأنها لم تكن إذا ذاك زوجًا، ولا في سن من يضبط، أو لم تكن ولدت بعد على الخلاف في الإسراء متى كان.۔۔۔۔۔ وحديثها هذا ليس بالثابت عنها انتهى. يعني لما في متنه من العلة القادحة، وفي سنده من انقطاع وراو مجهول.
وقال ابن دحية في التنوير: إنه حديث موضوع عليها، وقال في معراجه الصغير: قال إمام الشافعية أبو العباس بن سريج: هذا حديث لا يصح، وإنما وضع ردًا للحديث الصحيح.
"وأجيب" على تقدير صحته؛ "بأن عائشة لم تحدث به عن مشاهدة؛ لأنها لم تكن إذ ذاك زوجًا، ولا في سن من يضبط"؛ لأنها سنة الهجرة، وكانت بنت ثمان سنين، "أو لم تكن

بعض لوگوں نے قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رویا منامی کا استدلال کیا ہے جو کہ درست نہیں ہے کیوں کہ جس وقت واقعہ معراج رونما ہوا اس وقت آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں نہیں تھیں، اور نہ ہی اس وقت آپ کی ایسی عمر تھی کہ آپ اس واقعہ کو سمجھ سکتیں، اور بعض نے تو یہاں تک کہا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں، اہل علم نے اس قول کو ضعیف اور موضوع تک کہا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ با لمنح المحمدیۃ، ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی المالکی، متوفیٰ 1122ھ، جلد8، صفحہ7، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

علامہ سقاف اسی حدیث کے متعلق ضعیف کا حکم فرماتے ہیں کہ:

580 أثر عائشة رضي الله عنها: ((والله؛ ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولكن عرج بروحه)). (2210/4). **ضعيف**. رواه ابن إسحاق بإسناد منقطع. انظر: ((السيرة النبوية)) (46/2)، ((الإسراء والمعراج)) لموسى الأسود (ص68).

یہ حدیث ضعیف ہے۔

(تخریج احادیث وآثار کتاب فی ظلال القرآن، علوی بن عبدالقادر السقاف، صفحہ، دارالھجرۃ للنشر والتوزیع)

علامہ مصطفیٰ المراغی فرماتے ہیں کہ:

(ا) إن معاوية بن أبي سفيان كان إذا سئل عن سرى رسول الله صلى الله عليه وسلّم قال: كان رؤيا من الله صادقة وقد ضعّف هذا بأن معاوية يومئذ كان من المشركين فلا يقبل خبره في مثل هذا.

(ب) إن بعض آل أبي بكر قال: كانت عائشة تقول ما فقد جسد ورسول الله صلى الله عليه وسلّم، ولكن أسرى بروحه، ونقدوا هذا بأن عائشة يومئذ كانت صغيرة ولم تكن زوجا لرسول الله صلى الله عليه وسلّم.

1 حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واقعہ معراج کے وقت غیر مسلم تھے۔

2 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا واقعہ معراج کے وقت بقول بعض پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں بھی نہیں تھیں۔

(تفسیر المراغی، احمد بن مصطفیٰ المراغی، متوفیٰ 1371، جلد15، صفحہ7، شرکۃ مکتبۃ مصطفیٰ البابی مصر)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج بعثت کے ایک یا ڈیڑھ سال یا پانچ سال بعد اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ہوئی ہے۔ ان اقوال کے بموجب معراج مبارک ہجرت سے آٹھ سال یا ساڑھے گیارہ سال یا بارہ سال پہلے ہوئی اور حضرت عائشہ صدیقہ کی شادی مبارک ہجرت کے بعد ہوئی۔ جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ

کی عمر شریف ۹ برس تھی ۔ظاہر ہے کہ اس صورت میں بر بنائے بعض اقوال معراج کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں اور اگر ان کی پیدائش مان بھی لی جائے تو بہر نوع حضور ﷺ کے پاس ان کا پایا جانا ہجرت کے بعد ہی ہے ۔ پھر ان کا یہ فرمانا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک معراج کی رات گم نہیں پایا کیونکر متصور ہوسکتا ہے؟ رہا یہ شبہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث ان الفاظ سے بھی مروی ہے

ما فقد جسد رسول اللہ الیلۃ المعراج

تو اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ روایت بلا شبہ غیر ثابت اور مبنی بر خطا ہے ۔خلاصہ یہ کہ مافقدت اور فقد دونوں روایتیں از روئے درایت و روایت صحیح نہیں اس لئے اس سے معارضہ کرنا باطل ہے ۔

اور اگر بر تقدیر تسلیم اس حدیث کے یہ معنی مراد لئے جائیں کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا معراج مبارک کی سرعت اور اس کے قلیل ترین وقت میں ہونے کو بیان فرمارہی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آنا جانا اس قدر تیزی اور سرعت کے ساتھ واقع ہوا کہ گویا جسم مبارک گم ہونے ہی نہیں پایا تو یہ معنی دیگر روایات کے مطابق صحیح قرار پائیں گے ۔

معراج کی مرویات از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حیثیت

حضور ﷺ کو معراج بعثت کے ایک یا ڈیڑھ سال یا پانچ سال بعد اسلام کے ابتدائی زمانہ میں ہوئی ہے ۔مختلف اقوال کی روشنی میں معراج مبارک ہجرت سے آٹھ سال یا ساڑھے گیارہ سال یا بارہ سال پہلے ہوئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شادی مبارک ہجرت کے بعد ہوئی ۔جب کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر شریف ۹ برس تھی ۔ظاہر ہے کہ اس صورت میں بر بنائے بعض اقوال معراج کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عھنا پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں اور اگر ان کی پیدائش مان بھی لی جائے تو بہر نوع حضور ﷺ کے پاس ان کا پایا جانا ہجرت کے بعد ہی ہے ۔لہذا واقعہ معراج کے متعلق جتنی بھی احادیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں اس کی دو صورتیں ہیں یا تو محدثین کرام ان احادیث کو قبول ہی نہیں کرتے اور اگر کرتے ہیں تو ان کی تاویل فرماتے ہیں، اس کی واضح ترین وجہ یہی ہے کہ سابقہ تمام بحث سے روزِ روشن کی طرح یہ مسئلہ معراج عیاں ہوگیا کہ آپ ﷺ کو معراج جسمانی ہوا تھا اور سر کی آنکھوں سے آپ ﷺ نے اللہ پاک کا دیدار کیا تھا ۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا

جواب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے: ''رَأَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ''۔ جبکہ قول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عدم روئیت ظاہر ہو رہی ہے جس کی نفی خود نبی عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے ہیں۔

شرح العلامة الزرقاني

المتوفى سنة ١١٢٢ هـ

على

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

للعلامة القسطلاني

المتوفى سنة ٩٢٣ هـ

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الثامن

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

الصحيح أنها رؤية عين، أراه جبريل مصارع القوم ببدر، فأرى النبي ﷺ الناس مصارعهم التي أراه جبريل، فتسامعت به قريش فاستخروا منه. انتهى.

واستدل القائلون بأنها رؤيا منام أيضًا بقول عائشة: «ما فقد جسده الشريف».

وأجيب بأن عائشة لم تحدث به عن مشاهدة، لأنها لم تكن إذ ذاك زوجًا، ولا في سن من يضبط، أو لم تكن ولدت بعد على الخلاف في الإسراء متى كان.

سنة تسع وستين، كما ذكر السيوطي فلم يدرك القرطبي،(**فقال: الصحيح أنها رؤية عين أراه جبريل مصارع القوم ببدر، فأري النبي ﷺ الناس**) أصحابه الحاضرين (**مصارعهم**،) أي: القوم الهالكين ببدر من المشركين (**التي أراه جبريل،**) فصار يقول قبل الوقعة واضعًا يده على الأرض: هذا مصرع فلان، وهذا مصرع فلان، (**فتسامعت به قريش فاستخروا**) مثل سخروا، أي: هزؤوا (**منه،**) فلما التقى الجمعان كان كما قال (**انتهى**).

لكن ما صححه خلاف ما صححه الشامي أنها رؤيا عين ليلة الإسراء، ونحوه للحافظ في الفتح قائلاً: وما روى ابن مردويه عن ابن عباس؛ أن المراد رؤيا الحديبية، وعن الحسن بن علي مرفوعًا: «إني أريت كأن بني أمية يتعاورون منبري هذا، فقيل: دنيا تنالهم»، ونزلت الآية، فكلاهما إسناده ضعيف.

(**واستدل القائلون بأنها رؤيا منام أيضًا بقول عائشة**) المروي عند ابن إسحٰق: حدثني بعض آل أبي بكر أن عائشة كانت تقول: (**ما فقد جسده الشريف**) ولكن أسرى بروحه.

قال الشامي: كذا فيما وقفت عليه من نسخ السير فقد بالبناء للمفعول، والذي وقفت عليه من نسخ الشفاء ما فقدت بالبناء للفاعل وإسناد الفعل لتاء المتكلم، كذا قال وقد حكاهما في الشفاء روايتين، فقال أولاً: وأما قول عائشة: ما فقد جسده، فهي لم تحدث به عن مشاهدة...الخ، ثم قال بعد أسطر، وأيضًا قد روي حديث عائشة: ما فقدت، يعني بالبناء للفاعل، قال: ولم يدخل بها النبي ﷺ إلا بالمدينة، وكل هذا يوهنه، بل الذي يدل عليه صحيح قولها: إنه بجسده الشريف لإنكارها رؤيته لربه رؤية عين، ولو كانت عندها منامًا لم تنكره، وحديثها هذا ليس بالثابت عنها انتهى، يعني لما في متنه من العلة القادحة، وفي سنده من انقطاع وراوٍ مجهول.

وقال ابن دحية في التنوير: إنه حديث موضوع عليها، وقال في معراجه الصغير: قال إمام الشافعية أبو العباس بن سريج: هذا حديث لا يصح، وإنما وضع ردًا للحديث الصحيح.

(**وأجيب**) على تقدير صحته؛ (**بأن عائشة لم تحدث به عن مشاهدة، لأنها لم تكن إذ ذاك زوجًا، ولا في سن من يضبط،**) لأنها سنة الهجرة، وكانت بنت ثمان سنين، (**أو لم تكن**

الكشاف

عن حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل

وهو تفسير القرآن الكريم: للإمام جادالله محمود بن عمر الزمخشري المتوفى سنة ٥٢٨ ﻫ

وبذيله أربعة كتب :

الاول : الانتصاف : للإمام احمد بن المنير الاسكندري.
الثاني: الكافي الشاف في تخريج احاديث الكشاف: للحافظ ابن حجر العسقلاني.
الثالث : حاشية الشيخ محمد عليان المرزوقي على تفسير الكشاف.
الرابع : مشاهد الانصاف على شواهد الكشاف للشيخ محمد عليان المذكور.

الجزء الثاني

الناشر دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

وحذيفة : من الليل ، أى : بعض الليل ، كقوله (ومن الليل فتهجد به نافلة) يعنى الأمر بالقيام فى بعض الليل . واختلف فى المكان الذى أسرى منه فقيل : هو المسجد الحرام بعينه . وهو الظاهر . وروى عن النبى صلى الله عليه وسلم « بينا أنا فى المسجد الحرام فى الحجر عند البيت بين النائم واليقظان إذ أتانى جبريل عليه السلام بالبراق[١] » وقيل : أسرى به من دار أم هانئ بنت أبى طالب والمراد بالمسجد الحرام : الحرم ، لإحاطته بالمسجد والتباسه به . وعن ابن عباس : الحرم كله مسجد . وروى أنه كان نائماً فى بيت أم هانئ بعد صلاة العشاء فأسرى به[٢] ورجع من ليلته ، وقص القصة على أم هانىء . وقال : مثل لى النبيون فصليت بهم وقام ليخرج إلى المسجد فتشبثت أم هانئ بثوبه فقال : مالك ؟ قالت : أخشى أن يكذبك قومك إن أخبرتهم ، قال : وإن كذبونى ، فخرج فجلس إليه أبو جهل فأخبره رسول الله صلى الله عليه وسلم بحديث الإسراء ، فقال أبو جهل : يا معشر بنى كعب بن لؤى ، هلم فحدثهم ، فمن بين مصفق وواضع يده على رأسه تعجباً وإنكاراً . وارتد ناس ممن كان قد آمن به ، وسعى رجال إلى أبى بكر رضى الله عنه فقال : إن كان قال ذلك لقد صدق . قالوا : أتصدقه على ذلك ؟ قال : إنى لأصدقه على أبعد من ذلك ، فسمى الصديق . وفيهم من سافر إلى ماثمّ ، فاستنعتوه المسجد فجلى له بيت المقدس ، فطفق ينظر إليه وينعته لهم ، فقالوا : أما النعت فقد أصاب ، فقالوا : أخبرنا عن عيرنا ، فأخبرهم بعدد جمالها وأحوالها ، وقال : تقدم يوم كذا مع طلوع الشمس ، يقدمها جمل أورق ، فخرجوا يشتدون ذلك اليوم نحو الثنية ، فقال قائل منهم : هذه والله الشمس قد شرقت ، فقال آخر : وهذه والله العير قد أقبلت يقدمها جمل أورق كما قال محمد ، ثم لم يؤمنوا وقالوا : ما هذا إلا سحر مبين ، وقد عرج به إلى السماء فى تلك الليلة ، وكان العروج به من بيت المقدس وأخبر قريشاً أيضاً بما رأى فى السماء من العجائب وأنه لقى الأنبياء وبلغ البيت المعمور وسدرة المنتهى واختلفوا فى وقت الإسراء فقيل كان قبل الهجرة بسنة . وعن أنس والحسن أنه كان قبل البعث واختلف فى أنه كان فى اليقظة أم فى المنام فعن عائشة رضى الله عنها أنها قالت « والله ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولكن عرج بروحه »[٣] وعن معاوية : إنما عرج بروحه . وعن الحسن . كان فى المنام رؤيا رآها . وأكثر

(١) متفق عليه من حديث مالك بن صعصعة مطولا .

(٢) ذكره الثعلبي عن ابن عباس بغير سند . وكأنه من رواية الكلبي عن أبى صالح عنه . ثم رأيته من رواية جويبر عن الضحاك عن ابن عباس . أخرجه الحاكم والبيهقى عنه . لكن لم يسبق لفظه . وقد رواه النسائى باختصار عن هذا من رواية عوف عن زرارة بن أوفى عن ابن عباس . وأورده ابن سعد وأبو يعلى والطبرانى من حديث أم هانئ مطولا .

(٣) قال ابن إسحاق فى المغازى : حدثنى بعض آل أبى بكر عن عائشة بهذا « لكن أسرى » بدل « عرج » قال ابن إسحاق : وحدثنى يعقوب بن عتبة عن ابن معاوية قال : كانت رؤيا من الله صادقة .

تخريج أحاديث وآثار

كتاب

في ظلال القرآن

لسيد قطب

تأليف

علوي بن عبد القادر السقاف

دار الهجرة
للنشر والتوزيع

٥٨٠ ـ أثر عائشة رضي الله عنها: «والله؛ ما فقد جسد رسول الله ﷺ، ولكن عرج بروحه».

* (٤ / ٢٢١٠).

* ضعيف.

* رواه ابن إسحاق بإسناد منقطع.

انظر: «السيرة النبوية» (٢ / ٤٦)، «الإسراء والمعراج» لموسى الأسود (ص ٦٨).

٥٨١ ـ حديث: أن رجلاً كان في الطواف حاملاً أمه يطوف بها، فسأل النبي ﷺ: هل أديت حقها؟ قال: «لا، ولا بزفرة واحدة».

* (٤ / ٢٢٢٢).

* ضعيف.

* رواه: البزار، وبنحوه الطبراني في «الصغير»؛ من حديث بريدة رضي الله عنه، وفيه الحسن بن جعفر، وهو ضعيف، وليث بن أبي سليم، وهو مدلس، وقد عنعن.

انظر: «كشف الأستار» (٢ / ٣٧١)، «المعجم الصغير» (١ / ١٦٣)، «مجمع الزوائد» (٨ / ١٣٧).

٥٨٢ ـ حديث: «لا يحلُّ دم امرىء مسلم يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله إلا بإحدى ثلاث: النفس بالنفس، والزاني المحصن، والتارك لدينه المفارق للجماعة».

* (٤ / ٢٢٢٤).

* صحيح.

* رواه: البخاري، ومسلم، والترمذي، وأبو داود، والنسائي؛ من حديث

تفسير المراغي

تأليف

صاحب الفضيلة الأستاذ الكبير

أحمد مصطفى المراغي

أستاذ الشريعة الإسلامية واللغة العربية
بكلية دار العلوم سابقا

الجزء الخامس عشر

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر

ويرى آخرون أن الإسراء كان بالروح فحسب، ولهم على ذلك حجج :

(ا) إن معاوية بن أبى سفيان كان إذا سئل عن سرى رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : كان رؤيا من الله صادقة ـ وقد ضعف هذا بأن معاوية يومئذ كان من المشركين فلا يقبل خبره فى مثل هذا .

(ب) إن بعض آل أبى بكر قال : كانت عائشة تقول ما فقد جسد رسول الله صلى الله عليه وسلم ، ولكن أسرى بروحه ، ونقدوا هذا بأن عائشة يومئذ كانت صغيرة ولم تكن زوجا لرسول الله صلى الله عليه وسلم .

(حـ) إن الحسن قال فى قوله (وما جعلنا الرؤيا) الآية إنها رؤيا منام رآها (والرؤيا تختص بالنوم) .

قال أبو جعفر الطبرى : الصواب من القول فى ذلك عندنا أن يقال : إن الله أسرى بعبده محمد صلى الله عليه وسلم من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى كما أخبر الله عباده وكما تظاهرت به الأخبار عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الله حمله على البراق حتى أتاه به وصلى هناك بمن صلى من الأنبياء والرسل فأراه ما أراه من الآيات ولا معنى لقول من قال أسرى بروحه دون جسده ، لأن ذلك لو كان كذلك لم يكن فى ذلك ما يوجب أن يكون دليلا على نبوته ولا حجة له على رسالته ، ولا كان الذين أنكروا حقيقة ذلك من أهل الشرك كانوا يدفعون به عن صدقه فيه ، إذ لم يكن منكرا عندهم ولا عند أحد من ذوى الفطرة الصحيحة من بنى آدم أن يرى الرائى منهم فى المنام ما على مسيرة سنة ، فكيف ماهو مسيرة شهر أو أقل ـ و بعد فإن الله إنما أخبر فى كتابه أنه أسرى بعبده ، ولم يخبرنا بأنه أسرى بروح عبده ، وليس جائزا لأحد أن يتعدى ما قال الله إلى غيره ـ إلى أن الأدلة الواضحة والأخبار المتتابعة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الله أسرى به على دابة يقال لها البراق ، ولو كان الإسراء بروحه لم تكن الروح محمولة على البراق ، إذ كانت الدواب لاتحمل إلا الأجساد اهـ .

كتاب التوحيد
وإثبات صفات الرب عز وجل
تأليف
إمام الأئمة أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة
٢٢٣ - ٣١١هـ
دراسة وتحقيق
الدكتور عبد العزيز بن إبراهيم الشهوان
دار الرشد
الرياض

النبي - ﷺ قال : خرج علينا النبي ﷺ قال : خرج علينا النبي - ﷺ ، فذكر الحديث بطوله(١) ....

قال أبو بكر : « وجاء قتادة ، بلون(٢) آخر ، فرواه معاذ بن هشام قال : حدثني أبي عن قتادة ، عن أبي قلابة ، عن خالد بن اللجلاج(٣) ، عن عبد الله بن عباس - رضي الله عنهما .

٥٦-(٣١٩) :

حدثناه(٤) بندار ، وأبو موسى ، قالا : حدثنا معاذ ، قال : حدثني أبي عن قتادة، عن أبي قلابة، عن خالد بن اللجلاج(٥)، عن ابن عباس - رضي الله عنهما، أن نبي الله - ﷺ قال : « رأيت ربي في أحسن صورة ، فقال : يا محمد قلت لبيك ، وسعديك ، قال : فيم يختصم الملأ الأعلى ؟ قلت : يارب لا أدرى ، قال : فوضع يده بين كتفي ، فوجدت بردها بين ثديي ، فعلمت ما بين المشرق والمغرب،

= * و « زهير بن محمد - هو - التميمي ، أبو المنذر الخرساني ، سكن الشام ثم الحجاز ، رواية أهل الشام عنه غير مستقيمة ، فضعف بسببها قال أبو حاتم : (حدث بالشام من حفظه فكثر غلطه ، مات سنة (١٦٢هـ) ، روى له الجماعة » .

التهذيب (٣/٣٤٨)، التقريب (١/٢٦٤) .

* و (يزيد بن جابر ....) انظر الذى قبله .

* و (خالد اللجلاج ... وعبد الرحمن بن عائش) تقدما في الذى قبله .

و « الرجل الذى من أصحاب النبي - ﷺ - جاء مصرحًا به في الروايات التالية أنه (عبد الله بن عباس رضي الله عنهما) .

(١) راجع تخريج الحديث رقم (٣١٨) .

(٢) في (المطبوعة) : (يكون) . وفي (ك)، (بكون) وهو تحريف .

(٣) في (ت) : (الحلاج) : وهو تحريف في الموضعين .

(٤) سقط من (المطبوعة) : (حدثناه) .

(٥) في (ت) : (الحلاج) وهو تحريف .

قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور بظاہر مسلمانوں جیسی ہی
عبادات سرانجام دیتے ہیں لیکن قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے ۔ یہ نہ
صرف ملت اسلامیہ کے دشمن ہیں بلکہ اسلام کے بھی دشمن ہیں ۔عام
مسلمان کو دھوکہ دینے کے لیے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے
کے لیے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں مگر یاد رکھیے کلمہ طیبہ
میں لفظ محمد سے مراد یہ مرزا غلام قادیانی کو لیتے ہیں ۔اس راز کی مکمل
نقاب کشائی مصنف کی کتاب ”قادیانی کلمہ“ میں ملاحظہ فرمائیں ۔